ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

٨ رمضان المبارک ١٤٠٤ھ

٨ جون ١٩٨٤ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

انسان کی دو کمزوریاں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ اَلْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ (مسلم عن انس کتاب الزکوٰۃ، بخاری کتاب الرقاق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں (۱) مال کی محبت اور حرص (۲) زیادہ عرصہ تک جینے کا لالچ۔

تشریح: ہونا تو چاہئے کہ زندگی کے آخری دور میں انسان زیادہ سے زیادہ اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کرے کیونکہ عنقریب اسے موت کے دروازے سے گذر آخرت کی زندگی کے صحن میں قدم رکھنا ہے لیکن دنیا کی محبت اس کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو جاتا ہے۔ موت کی واضح نشانیوں — سفید بالوں اور اعضاء کی کمزوری کے باوجود اس کی سب سے بڑی تمنا یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ روپیہ کمانے اور اپنے عیش و آرام کی خاطر ایسے ایسے کاموں میں مبتلا ہو جائے گویا اسے مرنا ہی نہیں ہے بلکہ اس جہانِ فانی میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہے۔

دولت مندوں کا انجام

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمُکْثِرِیْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَیْرًا فَنَفَحَ فِیْهِ یَمِیْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَیْنَ یَدَیْهِ وَوَرَاءَهٗ وَعَمِلَ فِیْهِ خَیْرًا۔ (بخاری عن ابن ذر کتاب الرقاق۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں وہ آخرت میں نادار ہوں گے مگر وہ شخص آخرت میں مفلس اور نادار نہ ہوگا بلکہ بہت سی نیکیوں اور بھلائیوں کا حامل ہوگا جسے اللہ تعالےٰ نے بہت سا مال دے اور وہ اسے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیتا رہے اور اسے برابر نیک کاموں میں خرچ کرتا رہے۔

تشریح: مال و دولت کی کثرت عام طور پر انسان کو خدا سے غافل کر دیتی ہے۔ اس میں مستغرق ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق نہیں پاتا۔ قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس کے گناہوں سے بہت ہی کم ہوں گی جس مال سے اس نے دنیا میں نیکی کمانی تھی وہ اس سے گناہوں کو خریدتا رہا — اپنی ہی دولت کے بل بوتے پر وہ ایسے سیاہ کارنامے انجام دیتا رہا جو اسے اللہ کی عدالت میں سزا دلوا کر رہیں گے اس وجہ سے وہ بہت پریشان اور اداس ہوگا لیکن وہاں نجات پانے کی کوئی راہ اسے سجھائی نہ دے گی البتہ وہ مالدار قیامت کے دن کی رسوائی سے بچ جائے گا۔ جس نے اپنی دولت کو اچھے کاموں

(باقی ۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سرکاری اراضی پر تعمیر شدہ مساجد کا مسئلہ

روزنامہ مشرق لاہور ۳۰ر مئی ۸۴ء کے مراسلات کے کالم میں مظفرگڑھ کے علماء کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت نے مظفرگڑھ میں علی پور روڈ پر ستر سال سے موجود مسجد بلال کو اس نوٹس کے ساتھ مسمار کر دیا ہے کہ یہ مسجد سرکاری جگہ میں بلا اجازت تعمیر کی گئی ہے۔

اس سے قبل بعض دیگر شہروں سے بھی یہ شکایت موصول ہوئی ہے کہ حکومت کے مختلف محکموں کی طرف سے متعدد مساجد کے منتظمین کو اسی بنیاد پر مساجد مسمار کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے۔ چنانچہ گوجرانوالہ کی ایک مسجد کے سلسلہ میں سرکاری نوٹس کے جواب میں مقامی علماء کے سخت مؤقف اختیار کرنے پر مسمار کرنے کی کارروائی ابھی تک رکی ہوئی ہے سرکاری محکموں کا مؤقف یہ ہے کہ حکومت کے مختلف محکموں کی ملکیتی اراضی میں جو مساجد تعمیر کی گئی ہیں وہ غیر قانونی اور ناجائز ہیں اور حکومت انہیں گرانے کا حق رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں وفاقی شرعی عدالت کا ایک فیصلہ بھی منظر عام پر آیا ہے کہ سرکاری اراضی پر بلا اجازت تعمیر شدہ مساجد شرعًا مساجد نہیں ہیں مگر ملک کے سرکردہ علماء کرام اور مفتیان کرام نے شرعی بنیادوں پر اس مؤقف سے اختلاف کیا ہے اور اس نقطۂ نظر کا اظہار کیا ہے کہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت میں بغیر اجازت بننے والی مسجد تو فی الواقع مسجد نہیں ہے لیکن سرکاری اراضی کو شخصی ملکیت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مسجد کے لئے مسلمانوں کو جگہ

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبد الرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ

شمارہ ۴۹
جلد ۲۹
ہدیہ -/۲ روپے

قلمی معاون:
• زاہد الراشدی
• نعیم آسی
• سعید الرحمن علوی
• انتظار حسین اسعد

سالانہ -/۸۰ روپے
ششماہی -/۴۵ روپے
سہ ماہی -/۲۵ روپے
غیر ممالک سے
۲۵ ڈالر سالانہ

مہیّا کرنا خود مسلمان حکومت کی ذمہ داری ہے اور اگر حکومت جگہ مہیّا نہیں کرتی اور مسلمان ضرورت کے مطابق اپنے لئے مسجد بنا لیتے ہیں تو انہیں اس کا حق ہے چنانچہ گوجرانوالہ کے علماء نے باقاعدہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ سرکاری اراضی میں بننے والی مساجد شرعاً مساجد ہیں اور انہیں گرانے کا حکومت کو حق نہیں ہے — اس فتویٰ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہٗ العزیز کا ایک ارشاد بھی ان کی تصنیف "اسلام کا نظام اراضی" سے نقل کیا گیا ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ سرکاری جگہ میں بننے والی مسجد کو اگر تعمیر کے دوران متعلقہ حکام نے نہیں روکا اور اس کے بعد وہاں نماز و عبادات کا سلسلہ جاری رہا تو حکام کی خاموشی ہی اجازت ہے اور وہ مسجد شرعاً ہے اسے گرانے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

علماء کرام کے ان واضح ارشادات کی روشنی میں مظفر گڑھ کی مسجد بلال کو مسمار کرنے کی کارروائی کو دیکھا جائے تو یہ سراسر ناجائز اور غیر شرعی کارروائی ہے اور ہم مظفر گڑھ کے علماء کرام کے مطالبہ کی تائید کرتے ہوئے حکومت سے عرض کریں گے کہ اس واقعہ کی تحقیق کرا کے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جائے اور مسجد بلال کو سرکاری خرچہ پر تعمیر کرا کے خانۂ خدا کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کی تلافی کی جائے۔

اس کے علاوہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی مساجد کو گرانے کی پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔ اسلام کے نفاذ کی دعویدار حکومت اگر اپنی طرف سے مسلمانوں کو مساجد مہیا نہیں کر سکتی تو کم از کم ان کی اپنی بنائی ہوئی مساجد میں تو انہیں اطمینان کے ساتھ عبادت کرنے دی جائے۔

بقیہ : احادیث الرسول ؐ

پر خرچ کیا۔ دائیں بائیں اور آگے پیچھے مال خرچ کرنے کا مطلب ہے بھلائی اور نیکی کے کاموں میں بڑی فیاضی اور کشادہ دلی سے مال خرچ کرتے رہنا بہت بڑے مالدار اور سرمایہ دار لوگ قیامت کے دن کی رسوائی اور ذلّت سے نہیں بچ سکتے۔ اِلّا یہ کہ وہ ہر سال اپنے مال کی باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ اپنے غریب رشتہ داروں اور نادار ہمسایوں کی دل کھول کر اس حد تک اعانت کریں کہ وہ معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ یتیم بچوں اور بچیوں کی تعلیم صحت اور لباس و خوراک کی کفالت کریں۔ بیوہ خواتین اور معذور افراد کی مستقل مدد کرتے رہیں۔ اپنی بستی اور محلہ کے غریبوں، مسکینوں اور بے سہارا افراد کی مدد کریں یا رفاہِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ دین کی تبلیغ، تعلیم اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنا مال خرچ کریں۔ اس کے علاوہ اور بھی نیکی اور بھلائی کے کام ہیں جن پر مال خرچ کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان کیوں کر بنے گا؟

جمیعتہ علماء اسلام کے موسّس ثانی،
قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر
مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ
کی وہ پیش کش جو پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کیلئے حکومت پاکستان کو کی گئی! افسوس ہے کہ ہم اس پیشکش پر آج بھی قائم ہیں چہ می فرمائید ارباب حکومت؟
(ادارہ)

شریعت اسلامیہ کی روشنی میں علماء کا پروگرام

یہ عاجز گنہگار ادنیٰ سے ادنیٰ سیّد المرسلین خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا خادم جو شیرانوالہ دروازہ مسجد لائن والی میں ۳۷ سال سے لاہور میں بفضلہٖ تعالیٰ درس قرآن دے رہا ہے۔ حکومت پنجاب کی خدمت میں یہ پیش کش کرتا ہے کہ اگر شہر لاہور سے نظم و نسق سے تعلق رکھنے والے سرکاری عہدہ دار ایک ہفتہ کے لئے سارے اختیارات میرے سپرد کر دیں۔ تمام عہدیدار تنخواہیں خود لیں، الاؤنس وصول کریں میں خدا کے فضل سے بلامعاوضہ خدمت کروں گا۔ فقط اختیارات مجھے دیدیں، انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی دن میں مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کی بنیاد رکھی جائے گی۔ اور لاہور کے لاکھوں باشندے شہادت دیں گے کہ واقعی آج لاہور میں پاکستان کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

پہلے ہی دن کا پروگرام،

اگر دو بجے دن کے اس عاجز احمد علی کو لاہور کے نظم و نسق کے اختیارات سپرد ہونگے تو اسی دن ۵ بجے شام ریڈیو پر اعلان کر دوں گا۔ کہ پولیس کو حکم دیتا ہوں کہ لاہور کے چکلے (ٹبی) پر پکٹنگ لگا دیں۔ اور بازاری عورتوں کے مکانات کے سامنے اعلان کر دیں کہ اگر کوئی بدمعاش اندر ہے تو وہ گھنٹہ کے اندر اندر نکل جائے ورنہ اس کے بعد جو اندر سے گرفتار ہو گا۔ اگر بدکاری کرتے پکڑا گیا اور چار گواہ مل گئے اور زانی شادی شدہ ہوا تو ٹبی بازار ہی میں کھڑا کر کے صبح کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اور اگر غیر شادی شدہ ہوا تو سو دُرّے لگوائے

جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایک زانی کو سنگسار کر دیا گیا، تو آپ دیکھیں گے کہ دوسرے دن کوئی بدمعاش ٹبی کی طرف منہ بھی نہ کرے گا۔ اگر ایک بدمعاش کو موت کے گھاٹ اتارنے سے ہزاروں بدمعاش تائب ہو جائیں اور رنڈیوں کی بجائے اپنے گھر جا کر آباد کریں یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے بلکہ ہزاروں پردہ نشین عورتوں کے دلوں سے دعا نکلے گی۔ کہ اسلام زندہ باد احمد علی زندہ باد! جس نے ہمارے اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کر دیا۔ اور ہمارے بداخلاق خاوندوں کو بداخلاقی سے ہٹا دیا۔ اور ہزاروں روپیہ حرام کاری کے سلسلہ سے جو رنڈیوں کے گھروں میں جاتا تھا وہ بیوی بچوں پر صرف ہو گا۔ (ایک ضروری نوٹ) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے لاہور کی پولیس پر پورا اعتماد ہے کہ ان میں اللہ تعم کے نیک بندے، اسلام کے بہی خواہ، اسلام کا درد رکھنے والے شریعت کی طرف داری کا خیال رکھنے والے۔ یقیناً موجود ہیں۔ جب میں اسلام کے نام پر اپیل کروں گا، وہ یقیناً میرا ساتھ دیں گے۔ اگر مزید کارکنوں کی ضرورت ہوگی۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ لاہور سے باغیرت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد میرا ہاتھ بٹانے کے لئے میدان میں آ کھڑی ہوگی۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ سنگسار کرنا وحشیانہ سزا ہے تو میں جواب دوں گا کہ ہز میجسٹی شاہ لندن کے سینکڑوں باغیوں کو اگر لاہور سنٹرل جیل میں پھانسی دینا وحشیانہ سزا نہیں تو شاہنشاہِ حقیقی عز اسمہٗ وجل مجدہٗ کے باغی کی جان لینا کیوں وحشیانہ سزا ہے؟

دوسرا اعلان

پولیس کو حکم دوں گا کہ شراب کی دکانوں کو مقفل کر دو، صبح سویرے تمام بوتلیں سڑک پر توڑ دی جائیں گی۔ کیونکہ شراب کا خریدنا اور بیچنا اسلام میں دونوں حرام ہیں، ہاں جس ہندو، سکھ یا عیسائی نے پینا ہو وہ واہگہ کی حدود میں جا کر پی آئے۔

تیسرا اعلان

تمام سینما خانے مقفل کر دیئے جائیں لاہور کے بعض انگریزی دان ماہرین کی تحقیق ہے کہ لاہور کے سینما کی آمدنی ۴۰ ہزار ہے۔ اس حساب سے ایک ماہ کی آمدنی ۱۲ لاکھ بن جاتی ہے۔ (یہ اس دور کا تخمینہ ہے آج آمدنی اس سے بہت زیادہ ہے) اور چونکہ فلمیں بھارت سے آتی ہیں اس لئے اس آمدنی میں سے ۶۰ فیصدی بھارت کو جاتا ہے۔ میرے بھائی سینما سے کیا نتیجہ نکلا۔ روپیہ برباد، وقت ضائع اخلاق تباہ، مثلاً سینما کے ان شوؤں سے نوجوانوں کے اخلاق پر کیا اثر

پڑے گا۔ کس کی پیاری، دو گھڑی کی موج، شادی کی پہلی رات، دوپٹے والی

چوتھا اعلان

تمام ہوٹلوں میں رقص قانوناً جرم قرار دیا جائے گا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جائے گی۔

پانچواں اعلان

ڈانس قانوناً جرم قرار دیا جائے گا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی۔

چھٹا اعلان

ریڈیو پر اعلان کر دوں گا کہ کل ظہر کی نماز دفتر میں پڑھنی پڑے گی۔ کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت دفتر کے وقت میں آتا ہے۔ اس لئے ہر ایک سرکاری ملازم چادر گھر سے لائے تاکہ بچھا کر نماز پڑھ سکے۔ پولیس کو حکم دوں گا کہ ہر دفتر کے سامنے ملازمین کی تعداد کے مطابق مٹی کے لوٹے رکھیں۔ اور سقوں سے ان میں پانی ڈلوا دیں بے شک ہر ایک شخص اپنے اپنے طریقہ سے نماز پڑھے۔ مگر جو نماز نہیں پڑھے گا اسے معطل کر دیا جائے گا۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

ساتواں اعلان

ریڈیو پر اعلان کر دوں گا کہ جو شخص چوری کرے گا اسے جیل کی سزا نہیں دی جائے گی۔ ثابت ہونے پر چور کا ہاتھ کاٹ کر رخصت کر دیا جائے گا۔ نتیجہ یہ نہیں ہو گا کہ ایک ایک گاؤں میں سات سات آٹھ آٹھ ٹنڈے ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شہرِ لاہور میں ایک دو کے ہاتھ کاٹے گئے تو چوری ختم ہو جائے گی۔ کیا اللہ تعالیٰ سے ہم زیادہ عقلمند ہیں اور مخلوق خدا کے اس سے زیادہ مہربان ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس جرم کے روکنے کے لئے جو اس نے سزا تجویز کی ہے۔ وہی مفید اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے

الحمد للہ! جب لاہور میں زنا، شراب خوری، سینما، ڈانس اور چوری بند ہو جائے گی اور نماز لازمی ہو جائے گی تو خدا کے فضل سے ہر مسلمان کی زبان پر یہ لفظ ہو گا کہ آج پاکستان کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ یہ الگ چیز ہے کہ بدمعاشوں، شرابیوں، سینما بینوں، ڈانس کرنے والوں کے گھر میں ماتم کی صف بچھ جائے گی۔ یہ فقط پہلے دن کا پروگرام ہے۔ جو عرض کیا گیا ہے۔

باقی صفحہ ۱۹ پر



مال و اولاد
باعث آبادی بھی ہیں
اور باعث بربادی بھی

بعد الحمد والصلوٰۃ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ (منافقون)

پہلے ترجمہ ملاحظہ فرما لیجئے:

"اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔" (شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

اسلام یہ چاہتا ہے کہ یہ مال اور یہ اولاد انسان کے لیے نجات کا سبب ہونے چاہئیں۔ مغفرت کا ذریعہ اور وسیلہ بننے چاہئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد صدقہ جاریہ ہے اگر اس اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کی جائے جس کے نتیجہ میں وہ اچھے کام کرے تو اس کی نیکیوں میں آپ کا حصہ ہے۔ اگر خدانخواستہ دین کا راستہ ان کو نہ دکھایا تو قیامت کے دن دعا کریں گے کہ یا اللہ! ماں باپ کو پہلے جہنم میں بھیج اور ان کو دوگنا عذاب دے۔ صاف قرآن میں آتا ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ٥ یعنی اے اللہ! ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔

گزارش کر رہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں بہت کچھ ہدایات فرمائی ہیں اور قرآن میں دوسری جگہ ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کہ یہ مال اور اولاد دنیا کی زینت کا سامان ہیں۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مال و اولاد کام کی چیزیں ضرور ہیں لیکن خسارہ کا باعث بھی بن سکتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے ساتھ ساتھ ان کی فکر بھی بتلائی۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ٥ کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

آپ صراطِ مستقیم پر ہوں گے، سیدھی راہ پر ہوں گے وہی سیدھی راہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک ہر نبی نے بتلائی — هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا اسی کو قرآن نے "دین قیم" بھی کہا ہے۔ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ گویا تمام انبیاء علیہم السلام کی بنیادی تعلیمات ایک ہی جیسی ہیں ان میں سرِ مو فرق نہیں۔ توحید، عقیدہ، آخرت، ایمان بالرسل، بالملائکہ، بالکتب، بالآخرۃ وغیرہ۔ ان میں ہر نبی کی وہی تعلیم ہے جو آخری پیغمبر ﷺ نے بتلائی اور اسی میں نجات ہے۔ اس لیے حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا آزمائش کا گھر ہے، فتنوں کا گھر ہے، اس میں فسادات ہیں، گناہ ہیں۔ ہاں، وہ بچ جائے گا، محفوظ ہو جائے گا۔ جس نے کتاب و سنت کو اپنا لیا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تَرَكْتُ فِیْكُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ یعنی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب، اپنی سنت ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔

اسی جادۂ مستقیم اور راہِ حق کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور فرقہ بندی اور پارٹی بازی سے منع

فرمایا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو یہ راہِ حق۔ صراطِ مستقیم خدانخواستہ چھوٹ گئی اور انسان پارٹی بازی، گروہ بندی اور مخالفت وعناد اور دشمنی میں مبتلا ہو گیا تو پھر خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کا مصداق ہو جائے گا (اللہ تعالیٰ بچائے) اسی راہِ حق وصواب میں مال اور اولاد کے لیے بھی واضح احکامات اور نصیحتیں ہیں، ان پر عمل ہو گا تو یہ چیزیں باعث نفع ہوں گی ورنہ وبال جان بن جائیں گی، مال، صحیح طریق سے کمائیں اور اس کے بعد اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق پورے کریں تو نفع ہنی نفع ہے اور اگر غلط طریق سے کمایا یا حقوق صحیح طریق سے پورے نہ کیئے تو وہ سراسر باعث ہلاکت ہے۔ اسی طرح اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے بعد تو وہ باعث سعادت ہے ورنہ باعث بربادی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان دنیا سے جاتا ہے تو دنیا سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ہاں صالح اولاد کام آئے گی کہ وہ ایصال وغیرہ کا اہتمام کرے گی اور وہ مالی نیکیاں جو جیتے جی کر گیا اور جن سے اس کی موت کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ کام آئیں گی اور یہ دنیا سے رابطہ واتصال کا ذریعہ ہوگا۔ ورنہ باقی اعتبارات سے یہ دنیا کے لیے مر گیا دنیا اس کے لیے مر گئی۔

اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے سکول کالج مدرسہ وغیرہ بعد کی چیزیں ہیں۔ پہلی یونیورسٹی، پہلی دانش گاہ ماں کی گود ہے اور ماں باپ پہلے استاذ ومعلم اور ہادی و رہنما ہیں۔ ماں بدعقیدہ، بدعمل اور بدکردار ہوگی تو اس کے دودھ اور عادات و اطوار کا لامحالہ اثر پڑے گا۔ اس لیے حضور علیہ السلام نے شادی کے سلسلہ میں انتخاب میں ہی ہدایت فرمائی۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ لوگ مال کی وجہ سے، خاندان کی وجہ سے شادیاں کرتے ہیں۔ حالانکہ دیکھنا اصل میں یہ چاہیے کہ دین کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی پوزیشن کیا ہے؟ اخلاق و کردار کیسا ہے؟ دین میں پختگی ہوگی، اخلاق اچھے ہوں گے تو اس ماں کی اولاد یقیناً بہتر ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لیے کافر و مشرک عورت سے، اور اسی طرح زانیہ، بدکار سے شادی کی خدا نے اجازت نہیں دی کہ کافر و مشرک کی بدعقیدگی اور بدکارہ کی بدکاری کا اثر متعدی ہوگا اولاد برباد ہوگی۔ اسی طرح اپنی بیٹیاں کافر و مشرک مردوں کے نکاح میں دینے سے بھی منع کیا۔

ایک دن اخبار میں دیکھا کہ ہندوستان میں کوئی "ایکٹر ہے" بہت بڑا، کوئی صاحب سر لیاقت تھے انہوں نے بدبختی سے سول میرج کے ذریعہ انگریزی دور میں ہندو عورت سے شادی رچا لی۔ اس سے اولاد ہوئی جو آج ہندوستان کا بہت بڑا ایکٹر ہے۔ کھنہ یا کوئی ایسا نام ہے۔ آپ نے اندازہ لگایا کہ کافر عورت سے شادی کرنے کا کیا انجام ہوا۔ خدا کی نافرمانی۔ خاندان کی عزت کو بٹہ لگا۔ بیٹا آج ایکٹر ہے جو خیر سے خاندان کو چار چاند لگائے گا؟

اس لیے اسلام نے دینداری اور پرہیزگاروی پر زور دیا ہے حتیٰ کہ مکان خریدنے بنانے کے معاملہ میں بھی یہی نصیحت ہے کہ پہلے پڑوسی دیکھو کیسے ہیں؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری بڑی ہمشیرہ کی شادی کی حضرت مولانا عبدالمجید صاحب اہل حدیث خیال کے تھے وزیر آباد رہتے تھے۔ ایک جلسہ میں اکٹھ ہو گیا۔ انہوں نے اپنی بیوی کے انتقال کا بتایا۔ حضرتؒ نے مغفرت کی دعا کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت رشتے تو ہیں بیکی ہیں دیندار، با اخلاق بیوی چاہتا ہوں جو بچیوں کو دین پڑھا سکے، قرآن پڑھا سکے اگر حضرت کی نگاہ میں کوئی ایسا رشتہ ہو تو رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ کہ اگر آپ کے جذبات واقعی ایسے ہیں تو فلاں دن لاہور آ جائیں آپ کا نکاح کرا دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ کچھ تو بتلائیں تاکہ ہمیں بھی پتہ تو چل سکے؟ فرمایا میری دیکھی ہوئی ہے! انہوں نے کہا اچھا آپ پر اعتماد ہے! انہوں نے آنے کے متعلق پوچھا کتنے آدمی لاؤں؟ فرمایا۔ تنہا آئیں۔ وہ آ گئے۔ جب حضرت نے نکاح پڑھا تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرتؒ کی اپنی لڑکی ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ مولوی صاحب نے دین کا مطالبہ کیا تو حضرت نے ایثار فرمایا۔ وہ رانڈ تھے عمر بھی زیادہ تھی لیکن اپنی بچی نکاح میں دے دی محض دین کی خاطر——

روزہ اور تطہیر نفس

ازافادات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

امابعد آج کی صحبت میں مذکورۃ الصدر عنوان پر مسلمانوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ روح اور جسم اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پہلے۔ انسان کا جسم ماں کے پیٹ میں بناتا ہے۔ عورت کے حاملہ ہونے کے وقت سے چار ماہ تک جب انسان کا وجود ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عالم ملکوت (جو روحوں کا مرکز ہے) سے ایک روح کو لاتا ہے اور انسان کے تیار شدہ ڈھانچہ میں ڈال دیتا ہے۔ اس وقت انسان حرکت کرنے لگ جاتا ہے۔

دونوں کی خواہشات الگ الگ ہیں

یہ یاد رہے کہ انسان کی دونوں اجزاء یعنی جسم اور روح کی خواہشات الگ الگ ہیں۔ جسم چونکہ زمین کی پیداوار سے بنا ہوا ہے اس لئے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انسان محنت کر کے خوب کمائے اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے۔ پہلا کھانا ابھی بمشکل ہضم ہوا ہو تو میرے معدہ میں دوسرا کھانا ڈال دے اور عمدہ سے عمدہ اور طرح طرح کی لذیذ چیزیں پلائے۔ مثلاً کسی شربت میں روح کیوڑہ ہو تو کسی میں روح گلاب کی آمیزش ہو۔ کھانے پینے کے علاوہ اس کا نفس چاہتا ہے کہ ایک پری جمال۔ آج کل کی اصطلاح میں جو آج کے دور میں ملکہ حسن ہے نفس کی ہوس پوری کرنے کے لئے وہ میرے گھر کی زینت ہو۔ حاصل یہ ہے کہ انسان کے جسم کی یہ تین قسم کی خواہشات ہیں۔ اور

رُوح کی خواہشات

اس سے بالکل علیحدہ نوعیت کی ہیں۔ وہ چونکہ آسمان سے لائی گئی ہے وہاں کے رہنے والوں کی غذا فقط اللہ جل شانہٗ کا ذکر ہے اس لئے روح چاہتی ہے کہ انسان ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ انسان کو کسی نہ کسی وقت ضروریات جسمانی سے روک کر محض میری غذا جو ذکر الٰہی ہے اس کے لئے بھی کلیتہً فارغ البال کر دیا جائے۔ مثلاً جس طرح عید کے دن حبیب توفیق ہر شخص طرح طرح کے کھانے پکاتا ہے اور خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے اسی طرح کبھی روح کو بکثرت غذا پہنچانے کے لئے انسان کو جسم کی ضرویات سے بالکل فارغ کر دیا جائے تاکہ اس عرصے میں فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فکر میں منہمک رہے اور اس عرصے میں گویا کہ روح طرح طرح کے اذکار الٰہیہ سے اپنی عید منا رہا ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ رمضان مبارک میں جو نفل عبادت کی جائے اس کا ثواب غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کے برابر ہوتا ہے۔ اور جو فرض عبادت کی جاتے اس کا ثواب غیر رمضان میں ستر فرضوں کا ملتا ہے۔ اس لئے رمضان شریف کے دنوں میں انسان سے روزہ رکھایا جاتا ہے۔ تاکہ جسم کی خواہشات پوری کرنے کا خیال بھی نہ آئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنا روحانی تعلق بیش از بیش بڑھانے کے لئے کوئی مسلمان رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے تاکہ رمضان شریف کی برکت سے گناہ معاف ہو جائیں۔ اور کوئی درود شریف بکثرت پڑھ رہا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے چالیس فائدے انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ دس نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور دس درجے انسان کے اللہ کے قرب میں بلند

ہو جاتے ہیں۔ مذکورۃ الصدر اذکار الٰہیہ میں مصروف ہونے کے علاوہ ہر ایک سچا اور کھرا مسلمان رات کو دوسرے گیارہ مہینوں کی نماز عشا کے علاوہ تراویح کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ جس میں عموماً حافظ قرآن قرآن مجید سناتا ہے۔ اور اس کے پیچھے مسلمان تین چیزوں کو بند کر کے محو حیرت ہو کر ایک تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان تینوں چیزوں کا ذکر اس شعر میں ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرحق بر ما بخند

اس کے علاوہ

مسلمان تراویح کی نماز سے فارغ ہو کر جلدی جاکر سو جائے گا۔ تاکہ سحری کے وقت جاگ آجائے۔ اور سنت کے مطابق روزہ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ سحور کو کھایا کرو۔ کیونکہ سحور کے کھانا کھانے سے برکت ہوتی ہے۔ مسلمان سحور کے وقت اٹھتا ہے۔ کھانا کھا کر روزہ رکھتا ہے۔ تقریباً اس کے بعد بہت جلدی نماز صبح کی اذان ہو جاتی ہے۔ اور نماز باجماعت پڑھنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

اور سنیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه وشرابه (رواہ البخاری)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ سے روایت کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں اور جھوٹے کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑا۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ اذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل انى امرؤ صائم (متفق علیہ)

جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو تو نہ بُری باتیں منہ سے نکالے اور نہ شور مچائے۔ پس اس کو اگر کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو یہ کہہ دے۔ بیشک میں تو روزہ دار ہوں

اس صورت سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائے گی

رمضان المبارک کے دن اور رات کے اوقات میں سچے اور کھرے اصلی مسلمان کے مشاغل کا جو نقشہ پیش کر چکا ہوں اس سے تطہیر نفس تو خود بخود ہو جائیگی۔

یہ ظاہر ہے کہ جب روزہ رکھنے والا آدمی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہ کھائے نہ پیئے نہ بیوی سے اختلاط کرے نہ کسی کو گالی دے۔ نہ اونچی آواز سے شور مچائے اور نہ کوئی بُری بات منہ سے نکالے۔ نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام کرے۔ بلکہ اتنا شریف ہو جائے کہ اگر کوئی گالی بھی دے تو بھی جواب نہ دے۔ اور اگر کوئی لڑنے کے لئے آمادہ ہو تو یہ اس کے مقابلہ میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ اور یہ سب محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا درجہ تطہیر اور پاکیزگی کا ہوگا۔

حاصل یہ نکلا کہ اسلامی روزہ انسان کو پاکیزہ اور شریف بنا دیتا ہے۔ جس کی نظیر دنیا میں کسی قوم میں نہیں پائی جاسکتی۔ اور انسان صحیح معنی میں انسان پاکیزگی اور شرافت ہی کے لحاظ سے بنتا ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو پھر دوسرے حیوانوں کی طرح ایک حیوان بلکہ دوسرے حیوانوں سے بدترین ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

جنّت کا داخلہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اب روحانی تربیت فقط آپؐ کی دامنگیری سے ہو سکتی ہے۔ اس کو سمجھانے کے لیے میں ایک بڑے پنڈال کی مثال بیان کیا کرتا ہوں جس میں داخلے کے لیے کئی دروازے ہیں جب پنڈال بھر جاتا ہے تو سوائے صدر دروازہ کے سب دروازے بند کر دئے گئے ہیں۔ اس کے بعد پنڈال میں داخلہ کے لیے صرف صدر دروازہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جنّت میں داخلہ کے لیے بھی کئی دروازے ہیں۔ مثلاً ایک دروازہ پر نوحؑ داخلہ کا ٹکٹ عطا فرمانے کے لیے رونق افروز تھے، دوسرے پر ابراہیمؑ، تیسرے پر موسیٰ علیہ السلام اور باقی دروازوں پر دوسرے انبیاء علیہم السلام۔ صدر دروازہ پر رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ اب باقی دروازے سب بند ہو چکے ہیں صرف صدر دروازہ کھلا ہے۔ اب حضورؐ کی دامن گیری کے بغیر کوئی بھی جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظاتِ احمد علی لاہوریؒ)

کعبۃ اللہ پر پہلی نظر

محمد حسین ہیکل

میں آگے بڑھا، میرا دل خشوع و خضوع اور احساس عظمت سے بھرا ہوا تھا

میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ جب سے نبی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن) خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا ہے اللہ کا گھر خالی چلا آتا ہے۔ اس کے اندر کوئی شے نہیں ہے اس سے پیشتر میں مصر کی ہزاروں سال پرانی یادگار محرابوں اور معبدوں کے اندر جا چکا تھا، یورپ کے مختلف عجائب گھروں اور معبدوں کی سیر کر چکا تھا۔ اور ان مکانات کی ہیبت اور رعب و جلال سے بے حد متاثر ہوا تھا، لیکن جب میں خانہ کعبہ میں داخل ہونے کیلئے سیڑھی پر قدم رکھا تو میرے تاثرات کہیں اور قوی تھے۔ یہ قلب و روح کی گہرائیوں سے اٹھے اور رگ و پے میں سما گئے، فرط [illegible] سے میرے قدم لڑکھڑانے لگے، میں سیڑھی پر چڑھ رہا تھا اور میری نگاہیں کعبہ مقدس کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں میرا دل خشوع و خضوع اور احساس عظمت سے پر کیوں نہ ہوتا مجھے بیت اللہ میں داخل ہونے کی سعادت میسر آ رہی تھی۔

... اور پھر میں بیت العتیق کی آغوش میں تھا، اندر داخل ہوتے ہی مجھے خانہ کعبہ کے کلید بردار شیخ الشیبی ملے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا۔ دروازے کے بالکل مقابل دیوار کے سامنے دو نشانیاں سی تھیں، شیخ نے ان کی طرف اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا

لوگ اس جگہ دو رکعتیں پڑھا کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مقام پر نماز پڑھی تھی

میں دو رکعت پڑھنے کے لئے اس مقام کی طرف بڑھا، کیا کہوں اس وقت میرے دل و دماغ کی کیا کیفیت تھی، تسلیم و رضا کا ایک کیف آور عالم تھا، اے میرے پروردگار تیری ذات کتنی با برکت ہے. میں اس وقت اس مقام پر کھڑا ہوں جہاں کبھی تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے، جس طرح انہوں نے اپنے دین کو تیرے لئے خالص کر کے یہاں تیری عبادت کی تھی، اسی طرح میں بھی تیرے دین خالص کو اپنا کر تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہوں، مجھے اپنے فضل سے نواز، اور اپنی رضا و خوشنودی سے بہرہ یاب کر۔

میں نماز پڑھنے کے بعد دیر تک اپنی بندگی و بے چارگی کا اظہار کر کے اللہ سے اعانت طلب کرتا رہا، کلید بردار شیخ مجھے عالم استغراق میں دیکھ کر خموش کھڑے تکتے رہے اور پھر اس جگہ بیٹھے بیٹھے میرے لوح ذہن پر تاریخ کے اوراق یکے بعد دیگرے ابھرتے چلے گئے، وہ مکہ والوں کا اللہ کے نبی کو بیت اللہ سے روکنا، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہائے بغیر مکہ فتح کرنا، وہ اس روز حضورؐ کا اپنے جانی دشمنوں کو معاف فرما دینا۔۔۔ مجھے کچھ ایسا محسوس ہو رہا تھا، جیسے میں اس جگہ بیٹھا ہوں اور سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ اور پھر میرے دل میں خشوع و خضوع اور کعبہ اور کعبے والے کی عظمت فزوں ہو گئی۔

میں اٹھ کھڑا ہوا اب شیخ نے دوسری دیواروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ ان مقامات پر انبیاء اور خلفاء نے نمازیں پڑھی تھیں، چنانچہ میں نے بھی وہاں نماز پڑھی، اور ایک مرتبہ پھر میرا تصور مجھے سینکڑوں برس پیچھے لے گیا، نماز کے بعد کلید بردار نے مجھے دعاؤں کی تلقین کی۔ وہ پڑھتا رہا، اور میں اس کی پیروی کرتا رہا، دعائیں پڑھ چکا تو کلید بردار سے بیت اللہ کے حالات، اس کے غلاف اور عمارت وغیرہ کے بارے میں بہت سے سوالات کئے، شیخ الشیبی بنو شیبہ کی اولاد میں سے ہیں، جنہیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن کعبہ کی کلید برداری کے منصب پر فائز کیا تھا، وہ دن ہے اور آج کا دن، یہ منصب انہی کے پاس ہے اور قیامت تک انہی کے پاس رہے گا۔ کوئی ظالم ہی ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا کردہ اعزاز چھین سکتا ہے۔

اب میں نے خانہ کعبہ کے اندر چاروں طرف نگاہ دوڑائی، عمارت

باقی ۱۹ پر

مدینہ طیبہ کی عظمت و محبوبیت

عبدالرحمٰن لدھیانوی

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا و مولانا حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ قرب و منزلت میں اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ آپ جملہ انبیاء کے سردار اور خاتم ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ماں، باپ، اولاد سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔

اس لیے ضروری ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس چیز سے محبت ہے ہم بھی اُسے محبوب جانیں۔ منجملہ ان محبوب چیزوں کے مدینہ طیبہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ جہاں ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال مقیم رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری آرام گاہ بھی اسی جگہ واقع ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ اس امر کی وضاحت کے لیے نقل کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین ان کے مطالعہ سے اپنے ایمان و محبت کی کیفیات میں لذت افروز ہوں گے۔

(۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام "طابہ" رکھا ہے۔ جس کے معنی پاکیزہ اور خوش گوار کے ہیں۔ اس میں روحوں کو سکون، پاکیزگی اور خوشگواری نصیب ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے مکہ کے حرم ہونے کا اعلان کیا تھا اور میں مدینہ کے حرم ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس میں خون ریزی نہ کی جائے۔ کسی کے خلاف ہتھیار نہ اُٹھایا جائے۔ جانوروں کے چارے کے سوا درختوں کے پتے نہ جھاڑے جائیں۔

(صحیح مسلم)

(۳) "بروایت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اشیاء کی کمی اور بعض تکلیفوں کے باوجود مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر وہ اس کی خیر و برکت کو جانتے، جو بندہ صبر کر کے وہاں پڑا رہے گا میں قیامت کے دن اس کی سفارش کرونگا۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے پھلوں اور پیداوار میں برکت عنایت کر۔

اے اللہ! ابراہیم تو تیرے خاص بندے اور خلیل و نبی تھے میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکہ کے لیے تجھ سے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے ویسی دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کا یہ ثمرہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے جن ایمان والے بندوں کو مکہ سے محبت ہے ان سب کو مدینہ منورہ سے بھی محبت ہے، اور اس محبوبیت میں تو اس کا حصہ مکہ سے یقیناً زیادہ ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک مدینہ اپنے فاسد اور خراب عناصر کو اس طرح باہر نہ پھینک دے۔ جس طرح لوہار

کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

(۶) ان ہی کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ مدینے کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں طاعون اور دجّال داخل نہیں ہو سکتا۔ (متفق علیہ)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کی ضرور شفاعت کرونگا جو مدینہ میں مریں گے اور وہاں دفن ہوں گے۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں مرنا خدا کی راہ میں شہید ہونے کے برابر تو نہیں ہے لیکن مدینہ میں مرنا اور اس کی خاک میں دفن ہونا بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ رُوئے زمین پر کوئی جگہ نہیں ہے جہاں اپنی قبر کا ہونا مجھے مدینہ سے زیادہ محبوب ہو۔ (موطأ امام مالک)

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دُعا کی تھی
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ۔

"اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت بھی دے اور اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک شہر (مدینہ) میں مرنا اور دفن ہونا بھی نصیب فرما"

(۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کیوا سطے آیا اور پھر اس نے میری زیارتِ قبر بھی کی تو گویا اس نے مجھے زندگی میں دیکھ لیا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہر اسلامی مقاموں میں سب سے آخر میں ویران ہونے والا ہے۔ وہ مدینہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زمین عرشِ معلیٰ سے بھی اعلیٰ ہے۔ یہ اہل السنت والجماعت کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔

وہ گنبدِ خضرا کا مکین، رحمتِ دوران
وہ زندۂ جاوید بہ اکرام شہی ہے
روضہ کی زمیں عرش معلیٰ سے بھی اعلیٰ۔
عُلمائے دیو بند کی تحقیق یہی ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی کی ہدایات

زیارتِ روضۂ مُطہّرہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستحبات ہے بلکہ بعض نے واجب کے قریب لکھا ہے فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے۔ اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی اور جو کوئی میری زیارت کو آئے اور اس کا مقصود صرف زیارت ہی ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ میں اس کا قیامت کو شفیع ہوں۔ جب مدینہ منورہ کو چلے تو درود شریف کی کثرت بہت کرتا رہے۔ خشوع و خضوع اور ادب سے آہستہ آہستہ سلام عرض کرے، بہت پکار کر نہ بولے۔ جب تک مدینہ منورہ میں رہے تلاوت اور ذکر کرتا رہے اور صلوٰۃ و سلام خوب ادا کرتا رہے۔ راتوں میں جاگے، وقت ضائع نہ کرے اور حتی الوسع نماز مسجد نبوی میں پڑھے۔ (انتھیٰ)

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب بہ نسبت دیگر مساجد میں پچیس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مکان اور ممبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا ممبر حوض کے کنارہ پر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے۔ مدینہ کی محبت کے سبب۔

محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہو گی۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "رُوئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونے کا مدینہ سے زیادہ پسند ہو۔ یہ بات تین بار فرمائی۔ (مشکوٰۃ)

امام مالک رحمۃ اللہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے، فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے گھوڑوں سے اس زمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے پھرے ہوں۔

ثمرات الاوراق

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل مدظلہ

عضد الدولہ کے انصاف کا ایک حیرت انگیز واقعہ

عضد الدولہ کو اس کے ایک مخبر (خفیہ پولیس کے اہلکار) کے ذریعہ خبر ملی کہ قاضی القضاۃ کے پاس ایک شخص بیس ہزار دینار امانتاً رکھ گیا تھا۔ وہ شخص حج کے بعد روم کی ایک مذہبی لڑائی میں جہاد کا ثواب حاصل کرنے کے لئے شامل ہُوا۔ اور زخمی ہو کر قید ہو گیا۔ جہاں سے چار سال کے بعد رہائی ملی۔ اور دس برس کے بعد جب واپس اپنے شہر میں آیا اور قاضی سے روپے طلب کئے تو اس نے جان پہچان تک سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ "اگر زیادہ دق کرو گے، تو دیوانہ قرار دے کر بیمارستان (ہسپتال) میں بھجوا دوں گا، جہاں ساری عمر سڑتا رہے گا۔

بادشاہ نے اس شخص کو بلایا۔ اور اس سے ساری داستان مفصل سنی اور دو سو دینار خرچ کے لئے دے کر رخصت کر دیا اور کہا جب میں بلاؤں اس وقت جہاں ہو اور جس حال میں ہو چلے آنا۔ اس کے جانے کے بعد بادشاہ نے قاضی کے امتحان کے لئے ایک دن اس کو خلوت میں بلوایا اور شہزادوں اور شہزادیوں کے متعلق گفتگو کر کے کہا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں بشہزادوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو واجبی حصہ نہ دیں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسے متدین اور متقی، دیندار کے پاس جواہرات اور کچھ نقد روپیہ جمع رکھ دوں تاکہ جب وہ زمانہ آئے جس کا مجھے خطرہ ہے تو لڑکیوں پر مصیبت نہ پڑے اور آپ اس کام کے لئے وسیع تہ خانہ بنوائیں اور میرے اور آپ کے اور اس علام الغیوب کے سوا جو دلوں کے تمام حالات جاننے والا ہے اور کس کو اس کی خبر نہ ہو۔ بادشاہ نے دو سو دینار تہ خانہ بنوانے کے لئے بھی دیئے"۔

قاضی صاحب دل میں خوش ہو کر رخصت ہوئے کہ بڑھاپے میں خدا نے سنی اس قدر مال مفت ملنے لگا ہے کہ جس کی کبھی توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ بیس ہزار دینار بھی خدا نے گھر بیٹھے دلوا دیئے۔ اب وہ لاکھ روئے پیٹے ایک حبہ بھی نہیں پا سکتا۔ اور بادشاہ کے مرنے کے بعد یہ جواہرات اور خزانہ بھی سب میرا ہی ہے نہ کوئی دستاویز ہے نہ کوئی گواہ۔

تہ خانہ تیار کروا کر قاضی نے اطلاع دی۔ بادشاہ نے ایک سو چالیس آفتابوں میں دینار اور تین ڈبوں میں مروارید اور چند پیالوں میں یاقوت لعل فیروزہ بھر کر خزانہ میں پہلے ہی رکھوا لئے تھے۔ قاضی یہ دیکھ کر نہال ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا۔ آج ہی یہ امانت پہنچ جائے گی اور یہ کہہ کر اس کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد اس مظلوم کو بلوایا اور کہا آج قاضی سے جا کر سختی سے تقاضا کرو۔ اگر وہ نہ مانے تو کہو۔ میں بادشاہ سے کہہ دونگا۔ جو آپ کی عزت کو خاک میں ملا دے گا۔ اور مجھے میرا روپیہ بھی دلوا دے گا۔ وہ شخص گیا اور سختی سے تقاضا کرنے لگا۔

قاضی نے سوچا کہ اگر اس کم بخت نے شور مچایا تو شاید بادشاہ تک نوبت پہنچ جائے اور اُدھر بادشاہ نے آج ہی خزانہ بھجوانے کا وعدہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ اس بیس ہزار کے بدلے وہ لاکھوں روپے اور جواہرات ہاتھ سے جاتے رہیں۔ اور بے اعتباری و بے عزتی الگ ہو۔ یہ سوچ کر اس کی ساری رقم دے دی اور کہا جو کچھ اب تک ہوا تمہارے ہی فائدے کے لئے تھا۔ اب تم صبر نہیں کرتے تو لے جاؤ۔ ہمارا کیا ہے تمہارا ہی مال ہے وہ شخص دینار مزدوروں کے سر پہ اٹھوا کر بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ قاضی نے واقعی خیانت کی ہے اور اگر اس کو ان جواہرات کی طمع نہ ہوتی تو کبھی وہ امانت واپس نہ دیتا۔ بادشاہ نے قاضی کا تمام اسباب ضبط کر لیا۔ اس کو عہدۂ قضا سے ہٹا دیا اور اس کی ضعیفی کی وجہ سے اس سے زیادہ کوئی سزا اس کو نہ دی۔

بادشاہ اور غریب عورت کا مقدمہ قاضی کی کچہری میں

الحکم باپ کے مرنے پر ۷۹۶ء بمطابق ۱۸۰ھ میں تخت پر بیٹھا اور ۸۲۰ء یعنی پچیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ الحکم سے لوگوں کو بہت کچھ توقعات تھیں۔ وہ حکمرانی کے قابل تھا مگر طبیعت کا بڑا سخت تھا۔ اس نے ایک مرتبہ اپنے دشمنوں کے تین سو سروں کو اپنے محل میں ٹنکوا دیا تھا۔ اس لئے کسی کو اس کے سامنے بولنے کی طاقت نہ تھی۔ بایں ہمہ اس کے عہد حکومت میں جرأت و حق گوئی اور فیاضی کا ایک بے نظیر واقعہ گزرا ہے جو تاریخ اسپین میں تو بڑی تفصیل سے درج ہے مگر یہاں خلاصتہً درج کیا جاتا ہے۔

الحکم کو ایک مرتبہ ایسی جگہ بنگلہ بنانے کا خیال ہوا جو آب و ہوا کے لحاظ سے تو بہت اچھی تھی لیکن ایک بیوہ عورت کے قبضہ میں تھی۔ جو اپنی کٹیا بنا کر وہاں زندگی کے دن کاٹ رہی تھی۔ خلیفہ نے اس کا مکان خریدنا چاہا۔ لیکن اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ آخر زبردستی وہ زمین لے لی گئی، بادشاہ نے وہاں ایک خوشنما بنگلہ تعمیر کرایا۔ عورت ہر چند بیوہ تھی۔ اور غریب تھی لیکن اسلام نے جو حقوق مساوات و آزادی کے عطا کئے تھے ان سے آگاہ تھی اس نے محکمہ قضا میں بادشاہ پر استغاثہ دائر کر دیا۔ اور قاضی سے کہا۔ ایک غریب بیوہ کا مقابلہ بادشاہ سے ہے۔ انصاف کی توقع کم ہے، لیکن اگر تم آزادی اور جرأت اور اپنے اختیارات سے جو تم کو حاصل ہیں انصاف کرو گے تو میں کبھی اپنے حق سے محروم نہیں رہ سکتی۔

قاضی نے کہا "اے بڑھیا بے فکر رہ میں عدل و انصاف کی کرسی پر بادشاہ اور ایک غریب عورت کو ایک ہی نظر سے دیکھوں گا۔ قاضی بادشاہ کی تندمزاجی اور اس کی طبیعت کی تلخی سے واقف تھا۔ اس نے ضابطہ اور قانون کے ساتھ دوسری تدبیر سے بھی کام نکالنا چاہا۔ چنانچہ جب بادشاہ اپنے بنگلہ اور محل کا ملاحظہ کر رہا تھا اور باغات کو دیکھ رہا تھا۔ قاضی ایک گدھا مع خالی بورے کے ہانکتا ہوا خلیفہ کے پاس لے گیا اور اس سے اجازت طلب کی کہ میں اس جگہ کی مٹی لینے آیا ہوں۔ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ جب قاضی نے بورا مٹی سے بھر لیا تو خلیفہ سے کہا مجھے تھوڑی سی مدد دیجئے کہ میں بورے کو گدھے پر رکھ لوں۔ خلیفہ قاضی کے تمسخر پر خوش ہوتا رہا۔ بوجھ اٹھانے میں اس نے مدد دی۔ لیکن بہت بھاری ہونے کی وجہ سے بورا اُٹھ نہ سکا۔ قاضی نے کہا:۔

جب آپ ایک بورے کا بوجھ دوسرے کی مدد سے بھی نہیں اٹھا سکتے تو اس دن جب احکم الحاکمین ذرا ذرا حساب لے گا اور جب عدل و انصاف گدا و بادشاہ اور فقیر و غنی سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دے گا۔ اور جب گدڑی پوش اپنے اعمالِ حسنہ کی وجہ سے نا انصاف بادشاہوں پر سبقت لے جائیں گے آپ ساری زمین کا بوجھ کس طرح اٹھا سکیں گے۔ اور جب قیامت کے دن وہ غریب بڑھیا جس کا مکان زبردستی چھین کر اور گرا کر آپ نے یہ محل تیار کروایا ہے۔ خدا کی جناب میں جو آہ مظلوماں کی دادرسی کی خاطر اجابت و قبولیت کو استقبال اور پیشوائی کے لئے دور تک آگے روانہ کر دیتا ہے اپنا استغاثہ پیش کرے گی۔ تو وہاں آپ کیا جواب دیں گے۔

خلیفہ الحکم قاضی کی یہ تقریر سن کر کانپ اٹھا اور اس کی حق گوئی و جرأت کی تعریف کی اور چونکہ اس زمین پر جو اس نے زبردستی حاصل کی تھی اب محل تیار ہو چکا تھا۔ اس لئے بادشاہ نے وہ محل اور باغ مع تمام ساز و سامان، جو لاکھوں روپیوں کی ملکیت کا تھا اس غریب بڑھیا کو دے دیا جس سے وہ مالا مال ہو گئی۔

زبان کٹوا دی مگر کلمۂ حق کہنے سے باز نہ رہے

مولانا عماد الدین غوری ابتدائے عمر میں طاقت جسمانی یعنی فن پہلوانی کا ایک ستون تھے۔ علمائے عصر نے ان میں جوہر سعادت دیکھا تو درس تدریس کا مشورہ دیا۔ آپ نے پہلوانی چھوڑ کر علم حاصل کیا۔ یہاں تک کہ عالم متبحر ہو کر دین کا ستون بنے۔

ایک دن محمد تغلق کے دربار میں بیٹھے تھے محمد تغلق نے کہا۔ "فیض خدا منقطع نیست چرا باید کہ فیض نبوت منقطع شود۔ اگر کسے حالا دعوئ پیغمبری بکند و معجزہ نمائید تصدیق مے کند یا نہ" یہ سننا تھا کہ غیرت اسلامی سے مولانا کی آنکھوں میں خون اتر آیا فرمایا " اے بادشاہ گوہ مخور چہ می گوئی ؟ بادشاہ نے حکم دیا۔ عماد کو ذبح کرو اور اس کی زبان باہر نکال دو۔" آپ نے نہایت بے پرواہی سے اس حکم کو سنا اور کلمۂ حق کہتے ہوئے شہید ہو گئے۔

نماز

تحقیق الامام جلال الدین السیوطیؒ

تلخیص وترتیب:۔ زاہد الراشدی

دین کا ستون، آخرت کا نور، سب سے افضل عمل، جنت کی کنجی

بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ پر کوئی سوال کریں اس لئے ہمیں اس بات پر خوشی ہوتی تھی اگر کوئی دیہاتی سمجھدار شخص آتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا اور یہ سوال ہم سنتے اسی دوران ایک دیہاتی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اور اس نے ہم سے بیان کیا کہ آپ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس نے سوال کیا کہ آسمان کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ نے! پھر پوچھا زمین کس نے پیدا کی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے! پھر دریافت کیا، پہاڑوں کو کس نے ٹکایا ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہ کس نے بنایا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے! اس نے کہا پس اس ذات کی قسم جس نے آسمان و زمین کو بنایا اور پہاڑوں کو ٹکایا کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس نے کہا آپ کے قاصد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے سوال کیا پس اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے قاصد نے ہم سے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پر مال کی زکوٰۃ بھی فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے دریافت کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے پوچھا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم میں جسے استطاعت ہو اس پر بیت اللہ کا حج فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے دریافت کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے میں نہ اس پر زیادہ کروں گا اور کم نہ کروں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو ضرور جنت میں جائے گا

ہ۔ بخاریؒ، مسلمؒ اور نسائیؒ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے عمل کی طرف میری راہنمائی فرمائیں جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جب وہ شخص یہ بات سن کر واپس ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اس بات پر مضبوطی سے قائم رہا جو اس کو بتائی گئی ہے تو جنت میں جائے گا۔

ہ۔ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے طور پر یہ عہد کیا ہے کہ جس نے ان پانچ نمازوں پر محافظت کی یعنی اپنے اوقات میں نمازیں ادا کیں میں اسے اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جس نے نمازوں کی حفاظت نہ کی اس کے لئے میری کوئی ذمہ داری نہیں۔

ہ۔ مالکؒ ابن ابی شیبہؒ، احمدؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ ابن حبانؒ اور بیہقیؒ حضرت عبادۃ بن الصلت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس جس شخص نے ان کو ادا کیا اور ان کے سلسلہ میں کسی بھی عمل کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا اور اچھی طرح وضو کیا اور وقت پر نماز پڑھی رکوع و سجود کو پوری طرح ادا کیا اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے کہ اس کو ضرور بخش دیں گے اور جس نے ایسا نہ کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ نہیں چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب دے۔

ہ۔ مالکؒ، احمدؒ نسائیؒ ابن خزیمہؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ علیہم سے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک ان میں سے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے دوسرے سے افضل تھا اس افضل بھائی کی وفات ہو گئی اور ۴۰ دن کے بعد دوسرا بھی فوت ہو گیا لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھائی کی فضیلت کا ذکر کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دوسرے بھائی نے (بعد میں چالیس دن تک زائد) نمازیں نہیں ادا کیں عرض کیا کی ہیں اور اس میں کوئی کمی بھی نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہیں کیا خبر کہ اس کی نماز نے اسے کہاں تک پہنچا دیا۔ نماز کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے گھر کے دروازے پر پانی کی نہر جاری ہو جس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہو اور وہ شخص اس نہر میں ہر دن پانچ مرتبہ نہائے تم کیا سمجھتے ہو اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا

ہ۔ طبرانیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن انسان کا حساب کتاب سب سے پہلے نماز کے بارے میں ہو گا اگر یہ درست ہوا تو سارے عمل درست سمجھے جائیں گے اور اگر نماز کا حساب نہ ہوا تو باقی اعمال کا حساب بھی نادرست ہو گا۔

ہ۔ احمدؒ، طبرانیؒ اور ابن حبانؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا اور فرمایا جس نے اس کی حفاظت کی اس کے لئے قیامت کے دن نور، صحت، اور نجات ہو گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی نہ اس کے لئے نور ہو گا نہ صحت نہ نجات اور وہ قیامت کے دن فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ شمار ہو گا۔

ہ۔ طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں، جس میں طہارہ نہیں اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں اور دین میں نماز کی حیثیت ایسی ہے جیسے جسم میں سر ہوتا ہے۔

ہ۔ طبرانیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارد گرد بیٹھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں چھ چیزیں یہ ہیں (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) امانت (۴) شرمگاہ (۵) پیٹ (۶) زبان

ہ۔ طبرانیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نمازیں اپنے وقت پر ادا کیں ان کے لئے پوری طرح وضو کیا اور قیام، رکوع، سجود کو پورا کیا اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھی وہ نماز سفید روشن اور چمکدار صورت میں اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گی اور نمازی سے کہے گی جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائیں اور جس شخص نے نمازیں وقت پر نہ ادا کیں ان کے لئے وضو مکمل نہیں کیا۔ اور نماز میں خشوع قائم نہ رکھا اور قیام رکوع وسجود صحیح طور پر ادا نہ کئے وہ نماز سیاہ اور تاریک حالت میں جائیگی اور نمازی سے کہے گی اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے پھر وہ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہونے کے لئے

جائے گی تو اسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

○ احمدؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور سوال کیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز! اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا نماز! پھر دریافت کیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا نماز! پھر اس نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ! اس شخص نے کہا میرے ماں باپ زندہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ماں باپ کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیتا ہوں۔

○ طبرانیؒ حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس اس مقصد کے لئے گزاری کہ ان کی عبادت و مشقت کا حال معلوم کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے رات کے آخری حصہ میں کچھ نماز پڑھی اور یہ طارق بن شہابؒ کی توقع کے مطابق نہ تھی صبح کو اس تاثر کا کفارہ بنتی ہیں جب تک قتل (کبیرہ گناہ) تک نوبت نہ پہنچے اور یاد رکھو جب لوگ عشاء پڑھ کے سو جاتے ہیں تو تین حالتوں میں رات گزارتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ رات ان کے خلاف وبال ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو رات کی تاریکی میں نافرمانی کے لئے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور لوگوں کی غفلت میں گناہ لوٹتے ہیں رات ان لوگوں کے خلاف ہے حق میں نہیں کچھ لوگ وہ ہیں جو رات کو تاریکی میں لوگوں کی غفلت کے دوران اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں رات ان لوگوں کے حق میں ہوتی ہے خلاف نہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو رات کو نہ خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور نہ عبادت کرتے ہیں رات ایسے لوگ کے نہ حق میں ہے نہ خلاف پس تم تیز رفتاری سے بچتے رہو اور میانہ روی اور ہمیشگی کا عمل اختیار کرو۔

○ دارمیؒ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے۔

○ دیلمیؒ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔

○ بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ثابت قدم رہو اور (اپنی نیکیوں کو شمار نہ کیا کرو) اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

○ حاکمؒ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فرض نمازوں کی حفاظت کی اس کا شمار غافلین میں سے نہیں ہوگا اور جس نے رات کے وقت سَو آیات پڑھیں اس کا شمار قانتین میں سے ہوگا۔

○ ابن ماجہؒ اور حاکمؒ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے انسان کا اس کی نماز کے بارے میں حساب ہوگا اگر وہ پوری ہیں تو پوری لکھی جائیں گی اور اگر ان میں کمی ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے کہیں گے۔ دیکھو اگر اس کی نفلی نمازیں ہیں تو ان کے ساتھ اس کی کمی پوری کر دو پھر اسی طرح زکوٰۃ کا حساب ہوگا اور پھر باقی اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

○ مروزیؒ اور طبرانیؒ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اگرچہ تم جلا دیئے جاؤ یا ٹکڑے کر دیئے جاؤ اور جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے عمداً نماز چھوڑی وہ ملت سے نکل گیا اور گناہ کا ارتکاب نہ کرو کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کو ناراض کر دیتا ہے اور شراب نہ پیو اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

○ احمدؒ اور طبرانیؒ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی اور فرمایا (۱) اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تم جلا دیئے جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ (۲) ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے مال اور اہل و عیال سے الگ ہو جاؤ (۳) فرض نماز کو عمداً ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اللہ تعالےٰ کا ذمہ اس سے اُٹھ گیا (۴) اور شراب قطعاً نہ پینا کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے (۵) نافرمانی سے بچتے رہنا اس لئے کہ یہ اللہ تعالےٰ کو ناراض کر دینے والی چیز ہے (۶) میدان جنگ میں پیٹھ نہ دکھانا اگرچہ لوگ ہلاک ہو رہے ہوں (۷) اگر لوگوں کو (وبائی) موت پہنچنے لگے تو وہاں ثابت قدم رہنا (وبائی علاقہ سے بھاگنا نہیں) (۸) اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتے رہنا (۹) ان کی تربیت کی خاطر ان سے ڈنڈا نہ اٹھانا (یعنی انہیں اپنے سے بے خوف نہ کر دینا) (۱۰) اور انہیں اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں ڈراتے رہنا۔

● طبرانیؒ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بندے کے اور کفر و ایمان فرق نماز ہے۔ پس اگر اس نے نماز کو ترک کیا تو اس نے شرک کیا۔

● ترمذیؒ اور حاکمؒ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے سوا کسی عمل کو ایسا نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا ترک کفر ہو۔

● حضرت امام مالکؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔ کیونکہ جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا۔ وہ باقی اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

● نسائیؒ اور ابن حبانؒ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی ایک نماز فوت ہو گئی گویا اس کے گھر والے اور مال ہلاک ہو گئے۔

● طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم دو جبکہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔

● ابن ابی شیبہؒ اور طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نماز کے بارے میں اپنی اولاد کی حفاظت کرو اور انہیں نیکی کی عادت ڈالو۔

بقیہ : کعبۃ اللہ پر پہلی نظر

نہ زیادہ وسیع ہے اور نہ عظیم، لیکن اس کے باوجود اس سے سطوت و جلال ٹپکتا ہے، وہ بس ایک غرفہ ہے یا زیادہ بلند مکان، ہر قسم کی زینت اور آرائش و زیبائش سے معرّا، بالکل سادہ، کعبہ توحید اور خالص توحید کا ہیکل ہے اور اسی میں اس کی عظمت اور ہیبت ہے، کعبہ آج بھی ویسا ہی ہے جیسے اس وقت تھا، جب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے اس کی بنیادیں رکھی تھیں، نسلوں پر نسلیں گزرتی چلی گئیں۔ انہوں نے توحید سے منہ موڑ کر شرک کا وتیرہ اختیار کر لیا، اور اس عمارت کو اپنے بتوں کا گھر بنا دیا، پھر اسلام کے بعد نسلوں پر نسلیں آئیں، ان کی اولاد میں سے بعض نے اس کی عظمت سے انکار کیا اور اس کی حرمت کو خاطر میں نہ لائے، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود خانہ کعبہ آج بھی اسی طرح توحید کا معبد اور ہیکل ہے جیسا اس روز تھا جب اس کی نیو رکھی گئی تھی اور جو دن بھی طلوع ہوتا ہے اس کی عظمت و اکرام میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دن بھی آجائے گا جب اللہ اپنے دین کو دوسرے سارے ادیان پر غالب کر دے گا اور یہ مقدس گھر مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں بسنے والی ساری دنیا کا قبلہ بن جائے گا۔

بقیہ : علماء کا پروگرام

چیلنج

اے انگریزی دان مسٹر! تو قرآن دان علماء کرام کے مقابلے میں آ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نہ تو حکومتِ پاکستان کے خزانہ سے تنخواہ لیں گے۔ نہ رشوت لیں گے اور نہ امریکہ سے لیں گے اور تمہیں اصلی سچا اور کھرا پاکستان قراردادِ مقاصد کے مطابق بنا کر دکھائیں گے۔ پھر دیکھ لینا کہ سیاست تم جانتے ہو یا



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ روزہ اسلام کی تیسری بنیاد ہے۔ قمری سال میں ماہ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی رو سے روزہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان متقی بن جائے۔ اس لفظ متقی کی شرح و تفسیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین۔ تبع تابعین آئمہ دین مجتہدین و محدثین اور فقہاء و اولیاء امت رحمہم اللہ تعالےٰ کے ارشادات و فرمودات سے کتب دینیہ بھری ہوئی ہیں۔

روزہ ہر مسلمان بالغ پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت فرض عین ہے۔ صرف مسافر اور بیمار کو اس کی اجازت ہے کہ وہ مسافرت کے زمانہ کے بعد یا بیمار اپنی علالت کے دور کے بعد تک روزہ موخر کرے لیکن اس کی قضا نہایت ضروری ہے۔ اگر قضا روزہ رکھنے کے لئے مسافر یا بیمار کو زمانہ میسر ہو اور وہ اپنے تساہل یا غفلت کے سبب قضا روزہ رکھنے سے پہلے مرگیا تو سخت گنہگار ہے۔ حتیٰ کہ حائضہ (حیض والی عورت) اپنے ایام حیض کے روزوں کی قضا نہ کرے تو وہ بھی سخت گنہگار ہے۔ روزوں کی فرضیت کا منکر قطعاً کافر ہے۔ روزے پورے رمضان کے فرض ہیں جو کل ۲۹ یا ۳۰ دن ہوتے ہیں ایسے لوگ جو روزوں کی تعداد گھٹانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں ان کا بھی اسلام سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں جس طرح مانعین زکوٰۃ کے ساتھ خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جہاد کیا تھا بالکل اسی طرح مسلمانوں کے امام اور امیر وقت پر لازم ہے کہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے منکرین اور روزوں کی تعداد میں کمی کی جدوجہد کرنے والوں کو مرتد سمجھتے ہوئے ان سے جہاد کرے اس مسئلے میں مسلمانوں کے مسلمہ مدارس فکر میں سے کسی ایک کا بھی اختلاف منقول نہیں۔

طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے بالارادہ پرہیز کرنے کو شرعی اصطلاح میں صوم (روزہ) کہا گیا ہے۔ بدوں نیت و ارادے کے شرعی روزہ نہیں بلکہ وہ محض فاقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھے۔ اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

ہر عبادت کی جزا مقرر ہے۔ نماز، زکواۃ، حج، جہاد اور دیگر عبادات کی جزا و ثواب شریعت نے مقرر کی ہے لیکن روزہ کا ثواب اور اس کی جزا، اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اس کی وجہ ایمہ دین نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ ہر عبادت پر دوسرے انسان کو کسی نہ کسی طرح اطلاع ہو جاتی ہے۔ لیکن روزہ ایسی عبادت ہے کہ بجز خالق کے کسی کو صحیح اور یقینی خبر نہیں ہوتی ہے ایسے انسانوں کی کمی نہیں جو بظاہر روزہ دار اور بباطن بے روزے کے ہوں اکیلے میں کھانے پینے پر کس کی نگاہ پڑ سکتی ہے یہ صرف اللہ کی ذات واحد ہے جو سینوں کے اندر کی باتوں سے بھی اسی طرح آگاہ ہے جس طرح ظاہری امور سے واقف ہے۔

۲۹ شعبان کو اگر ابر ہو اور طلوع صبح صادق تک شرعی معتبر طریقہ سے رمضان کا چاند ہو جانے کی اطلاع بھی نہ آئے تو حکم ہے کہ دوسرے دن آدھا روز گزرنے سے پہلے تک کوئی شے کھائے نہ پیئے۔ مبادا آدھے دن سے پہلے پہلے شرعی گواہی سے چاند ہو جانے کی اطلاع مل جائے اور اگر صبح کا ناشتہ یا ویسے ہی کچھ کھا پی لیا ہو تو پھر اس کی قضا بعد رمضان سے بعد کرنا پڑے گی۔ لیکن اگر آدھے دن تک خبر نہ آئے تو کھانا پینا جائز ہے۔ آدھے دن سے طلوع صبح صادق اور غروب آفتاب کے کل وقت کا آدھا حصہ مراد ہے۔ مثلاً صبح صادق ۵ بج کر ۱۴ منٹ پر شروع ہوا اور غروب ۵ بج کر ۱۶ سولہ منٹ پر ہو تو آدھا دن تقریباً گیارہ سوا گیارہ تک ہوا۔ (ویسے عام حالات میں فرض روزے کی نیت صبح صادق سے قبل کرنی افضل ہے) اس نیت سے ۳۰ شعبان کا روزہ رکھ لینا کہ اگر خبر آگئی تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل تو کہیں نہ جائے گا سخت مکروہ و ممنوع ہے۔ نیت ارادہ دل کا نام ہے۔ نیت کو زبان سے ادا کرنے کا ثبوت حدیث شریف سے نہیں ملتا۔ فقہاء کرام کے لئے زبان سے الفاظ نیت کہہ دینے کی بھی اجازت دی ہے۔

روزے کے مستحبات

۱:۔ سحری کھانا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سحری کھانا اس میں برکت ہے۔

۲:۔ سحری آخری وقت میں کھانا۔

۳:۔ افطاری جلدی کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحری میں تاخیر کرو اور افطاری میں جلدی کرو لیکن سحری کی تاخیر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صبح صادق ہی طلوع ہو جائے اور نہ افطاری میں عجلت کا مفہوم یہ ہے کہ سورج کی ٹکیہ کا کچھ حصہ ابھی باہر ہی ہو بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد اور صبح کاذب کے باقی رہنے کی بنا پر خواہ مخواہ وہم میں مبتلا نہ ہو۔ آج کل تو اس سلسلہ میں کافی ترقی ہو چکی ہے۔ جدید آلات و وسائل نے بڑے بڑے کٹھن معاملات حل کر کے رکھ دیئے ہیں۔ نقشہ افطار و سحر کو بڑی محنت اور قواعد شرعیہ، اور ہیئت کو ملحوظ رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں محتاط وقت دیا گیا ہے۔ اگر گھڑی مغربی پاکستان کے ریڈیو ٹائم سے ملائی جائے اور گھڑی بھی درست وقت دیتی ہو تو انشاء اللہ العزیز ان اوقات میں سر مو تفاوت نہ ہوگا۔

۵:۔ غیبت، حسد، بدزبانی اور لہو و لہب سے بچنا۔

۶:۔ چھوہارے، کھجور یا پانی سے افطار کرنا۔

روزے کے مکروہات

مکروہ سے مراد یہ ہے کہ روزہ ٹوٹتا تو نہیں لیکن شریعت نے اسے پسند بھی نہیں کیا۔ جب شریعت ہی ان امور کو ناپسندیدہ قرار دے تو روزے کے اجر و ثواب میں کمی ہو جانا کوئی امر مستبعد نہیں۔ مکروہات یہ ہیں:۔

۱:۔ کوئلہ چبانا یا منجن، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے روزہ کے دوران دانت صاف کرنا (یا ویسے کہ خالی مسواک یا انگلی سے صفائی ممنوع نہیں۔

۲:۔ کسی شے کو چکھنا (صرف اس عورت کو نمک چکھنے کی اجازت ہے جس کا خاوند ظالم اور بدمزاج ہو۔ البتہ حلق تک لے جانے کی اس کو بھی اجازت نہیں۔

۳:۔ استنجے میں زیادہ پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اور کلی کرنے اور ناک صاف کرنے میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔

۴:۔ کوئی شے منہ میں خالی ڈالے رکھنا یا چباتے رہنا (پانی سے کلی کرنا اس میں شامل نہیں)

۵:۔ منہ میں تھوک اکٹھا کرتے رہنا اور بعد میں نگلنا۔

۶:۔ غیبت چغلخوری۔ حسد۔ بدزبانی اور لہو لہب میں مشغول رہنا۔ (بعض لوگ روزے کو پرچانے کے لئے تاش شطرنج گنجفہ میں مشغول ہوتے ہیں جو سخت ہی قبیح ہے۔ کچھ ایسے بھی ستم ظریف ہیں جن کا مقولہ یہ ہے کہ سینما میں وقت اچھی طرح گذر جاتا ہے اور روزہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون)

۷:۔ غسل جنابت کو قصداً صبح صادق تک مؤخر کرنا۔

یہ بھی دھیان رہے کہ سرمہ لگانے۔ بدن پر تیل کی مالش کرنے غسل کرنے مسواک کرنے۔ خوشبو لگانے اور سونگھنے خود بخود بلا قصد و ارادہ قے ہو جانے۔ اپنا تھوک نگلنے، بھول کر کھانے پینے اور روزہ یاد آتے ہی ہاتھ روک لینے اور حلق سے باہر کا کھانا پینا گرا دینے اور بلا قصد مکھی مچھر وغیرہ حلق سے نیچے اتر جانے سے نہ تو روزہ مکروہ ہوتا ہے اور نہ ہی ٹوٹتا ہے۔

روزے کے مفسدات

روزہ کے توڑنے والی باتوں کی دو قسمیں ہیں۔ بعض باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن صرف ایک روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے۔

بعض ایسی باتیں ہیں جو روزہ کو توڑ بھی دیتی ہیں اور پھر قضاء اور کفارہ (ہرجانہ) دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔

۱:۔ اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کے منہ میں زبردستی کوئی چیز ڈال دے اور وہ چیز حلق سے نیچے چلی جائے۔

۲:۔ قے آئے اور قصداً حلق میں لوٹائی جائے۔

۳:۔ قصداً منہ بھر کر قے کرے۔

۴:۔ کنکر، کاغذ، گٹھلی یا مٹی قصداً کھالے۔

۵:۔ روزہ یاد ہو اور کلی کرتے وقت بلا قصد حلق میں پانی چلا جائے۔

۶:۔ دانتوں میں پھنسی ہوئی کسی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ چیز چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ لیکن اس چیز کو منہ سے باہر نکال کر پھر منہ میں ڈالے۔

۷:۔ کان میں تیل ڈالے۔

۸:۔ ناک یا منہ میں نسوار رکھے۔

۹:۔ دانتوں میں نکلے ہوئے خون کو نگل لے جبکہ تھوک پر خون غالب ہو۔

۱۰:۔ بھولے سے کچھ کھا پی لے اور غلطی سے یہ سمجھ لے کہ اب تو روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھا پی لے۔

۱۱:۔ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی اور سحری کھالی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی۔

۱۲:۔ رمضان شریف کے دنوں کے سوا اور کسی دن روزہ قصداً توڑ ڈالے۔

۱۳:۔ بادل آندھی یا گرد و غبار کے سبب یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب نہ ہوا تھا۔ یہ سب صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے لیکن روزہ

کا کفارہ واجب نہیں۔ صرف قضا اس ٹوٹے ہوئے روزہ کے بعد میں قضاء روزہ رکھنا پڑے گا۔

اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں روزہ رکھ کر (۱) ایسی چیز جو غذا، دوا یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہے قصداً کھا پی لے (۲) روزہ یاد ہوا اور صحبت کرے (۳) فصد کھلوائے یا آنکھوں میں سرمہ لگائے اور پھر یہ سمجھ کر اس سے روزہ تو ٹوٹ ہی گیا (حالانکہ فصد کھلوانے اور آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حتیٰ کہ اگر تھوک میں سرمہ کی رنگت اور اثر بھی نمایاں ہو تب بھی روزہ قائم رہتا ہے ہیں کچھ طبقہ ایسا یقیناً موجود ہے جو ان کو لیکن یہ غلط ہے) قصداً کھا پی لے تو ان سب صورتوں میں قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

رمضان شریف میں اگر کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو بھی اس شخص پر لازم ہے کہ وہ شام تک کھانے پینے سے رکے۔

یاد رہے کہ انجکشن لگوانے سے خواہ انٹرامسکولر ہو یا انٹراوینس روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کون روزہ نہ رکھے

۱۔ اگر کوئی شخص مسافر ہو تو حالت سفر میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن اگر سفر میں مشقت اور تکلیف زیادہ نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

۲:۔ ایسا مریض جسے روزہ رکھنے میں مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو یا روزہ کی طاقت اور تحمل نہ ہو۔

۳:۔ بہت بوڑھا ہو۔

۴:۔ عورت حاملہ۔ اگر روزہ کے سبب حمل کو نقصان کا غالب گمان ہو۔

۵:۔ دودھ پلانے والی عورت جبکہ روزہ رکھنے کے سبب بچے کو نقصان پہنچتا ہو۔

۶:۔ کسی پر روزے کے سبب کھانے اور پینے کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر نہ کھائے اور نہ پیئے تو مر جائے گا۔

۷:۔ حیض و نفاس کی حالت (اس حالت میں روزہ ناجائز گناہ ہے)

مریض پر تندرستی کے زمانہ میں، حاملہ کو وضع حمل کے بعد پاک ہو کر مُرضعہ (دودھ پلانے والی) پر اور حیض و نفاس والی پر پاکیزگی اور صحیح حالت آنے پر ان روزوں کی قضا لازم ہے۔

روزہ کا فدیہ

ایسا مریض جس کو بظاہر مرض سے شفا پانا ناممکن نظر آئے یا ایسا بوڑھا کہ اس میں روزہ کی طاقت ہی نہ ہو اپنے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے۔ ہر روزے کے بدلے میں پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو یا انکی قیمت یا دوسرا غلہ اتنی قیمت کا غریب و مسکین وغیرہ حاجت مندوں کو دینا جائز ہے لیکن اگر فدیہ کے ادا کر دینے کے بعد طاقت اور تحمل پیدا ہو جائے تو سب روزوں کی قضا فرض ہے۔ البتہ فدیہ کا ثواب عنداللہ الگ مل جائے گا۔

روزہ کا کفارہ

روزہ توڑنے کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ۶۰ دن مسلسل روزے رکھنا یا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اگر کس سبب سے ساٹھ روزوں میں ایک روزہ بھی چھوٹ جائے تو پھر سے ساٹھ روزے مسلسل رکھنے سے کفارہ ادا ہوتا ہے۔ کفارے کے روزوں میں تسلسل شرط ہے صرف حائضہ کو اس قدرتی مجبوری کے سبب اجازت ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ جس دن پاک ہو فوراً آنے والی سحری سے روزہ رکھ لے۔ ورنہ ایک سحری کی تاخیر سے اسے بھی نئے سرے سے روزے رکھنے ہونگے۔ لیکن اس رخصت سے نفاس والی عورت مطلقاً فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اس کے لئے تسلسل مردوں کی طرح لازمی ہے۔

نماز تراویح

یکم رمضان سے شوال کا چاند نظر آنے تک مکمل ایک ماہ نماز عشا کے بعد متصل اور وتروں سے قبل بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ ان کو دو دو رکعت کی نیت سے پڑھنا اور دو رکعتوں پر سلام پھیرنا۔ ہر چار رکعت بعد آرام سے بیٹھنا اولیٰ و افضل ہے۔ بیس رکعت کے بعد وتر پڑھنا مقرر ہے۔ تراویح با جماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ اگر کوئی شخص عذر کے سبب تراویح کو باجماعت ادا نہ کرے تو گنہگار نہیں لیکن اگر کسی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو اس مسجد سے متعلق محلہ اور بستی کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ ماہ رمضان میں وتروں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے لیکن نماز تہجد پڑھنے والوں کو اجازت ہے کہ اگر وہ چاہیں تو تراویح ختم کر کے وتر نہ پڑھیں اور تہجد کے بعد اپنی نماز وتر پوری کر لیں۔

ہر ترویحہ (چار رکعت) کے بعد کوئی خاص دعا سنت سے ثابت نہیں۔ الگ الگ نفل پڑھنا یا عام ذکر الٰہی جس میں تسبیح۔ تقدیس۔ تہلیل۔ تمجید اور دعائیہ الفاظ ہوں کہے جانے امرِ مستحسن ہے۔

بعض مساجد میں رمضان اور غیر رمضان کی مخصوص راتوں میں باجماعت نوافل ادا کرتے اور ان نوافل میں قرآن مجید ختم کرنے کا دستور ہے۔ علماء احناف شکر اللہ سعیہم کے فتویٰ کے تحت نوافل کی جماعت جبکہ تین سے زائد مقتدی ہوں مکروہ ہے۔ ہاں دو تین آدمی اگر نوافل میں جماعت کر لیں اور یہ جماعت تداعی (عام بلاوے) کے ساتھ نہ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ عرف عام میں ایک یا تین دن میں قرآن مجید نماز با جماعت میں ختم کرنے کو شبینہ کہتے ہیں۔ اس رسم میں بہت سی دوسری کراہتوں کے علاوہ ایک کراہت یہ بھی ہے کہ یہ جماعت تراویح کے علاوہ ہوتی ہے۔ جو مکروہ ہے اور اگر تراویح ہی کی جماعت ہو تو تمام نمازی اس میں شامل نہیں ہوتے جس سے خواہ مخواہ ایک فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر منتظمین تو کھانے پکانے اور حفاظ کی خاطر داری میں لگ جاتے ہیں جس میں مشغولیت کے سبب انکی تراویح بھی رہ جاتی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ہر شخص ان راتوں میں انفرادی طور پر شب بیداری کر لے تاکہ فتنہ پیدا نہ ہو۔

تنبیہ

عام طور پر یہ امر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ تراویح میں نابالغ بچوں اور قاطع ریش یا ڈاڑھی منڈوانے والے حفاظ کو امامت کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ علماء اہل سنت کے متفقہ فتویٰ کی رو سے نابالغ کی نماز چونکہ نفل محض ہے۔ خواہ وہ فرض ادا کرے یا سنت یا واجب اور نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اس لئے بالغ کی سنت مؤکدہ، نفل پڑھنے والے پیش امام کی اقتداء میں سرے سے ہوتی ہی نہیں ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والا اور ڈاڑھی منڈانے والا فاسقِ مُعْلِن ہے اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہے اور یہی حال اس کا ہے جو انگریزی فیشن کے بال یعنی بودی رکھے ہو۔ عام طور پر لوگ کلا زری والا اور مشہدی لنگی سر پر باندھ کر نماز پڑھاتے ہیں۔ ان کی اقتداء بھی مکروہ تحریمہ ہے۔ زری اور ریشم دونوں کا استعمال مرد کو حرام ہے۔

اعتکاف

رمضان شریف کے آخری دس ایام میں بیسویں رمضان کا دن گزار کر عصر اور غروب آفتاب کے درمیان کے وقت سے لیکر شوال کا چاند نظر آنے تک مسجد میں ہی عبادت کی نیت سے رہے اور بلا حاجت ضروری مسجد سے باہر نہ نکلے لیکن مسجد وہ ہو جہاں پانچوں وقت نماز با جماعت ہو (مسجد کا جامع ہونا ضروری نہیں) اس دس روزہ قیام کو اعتکاف کہتے ہیں اور یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نیک اور عمدہ باتیں کرنا۔ قرآن شریف۔ تسبیحات۔ درود شریف اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ وعظ و نصیحت کی باتیں کرنا اور جامع مسجد میں اعتکاف کرنا مستحب ہے۔ اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا اور اسے عبادت سمجھنا، مسجد میں خرید و فروخت کرنا جبکہ سامان تجارت مسجد میں ہو اور لڑائی جھگڑا یا بیہودہ اور لغو باتیں کرنا مکروہ ہے۔ مسجد سے بلا عذر قصداً یا سہواً باہر نکلنا، ایام اعتکاف میں صحبت کرنا کسی عذر کے سبب مسجد سے باہر جانا لیکن ضرورت سے زیادہ وقت لگانا بیماری یا خوف کے سبب مسجد سے نکلنا۔ یہ سب صورتیں ہیں جن کے سبب اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

لیلۃ القدر

رمضان المبارک کا مہینہ نہایت بابرکت ہے۔ اس میں اور لیلۃ القدر (سورۂ قدر) اللہ رب العزۃ نے رکھا۔ قرآن مجید نازل کیا گیا۔ سورۂ بقر کا ستائیسواں رکوع اس پر شاہد ہے۔ رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے اس مہینہ کی نیکی دوسرے ایام کے فرائض ادا کر دینے کے برابر درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں ستر گنا اور بعض میں بے حد و حساب اجر بھی مروی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتے ہی پروردگار عالم اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے اور جس پر اسکی نظر رحمت پڑ جائے اسکو کبھی عذاب نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ رمضان میں روزانہ دس لاکھ گناہگاروں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ (اس حساب سے پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے ہر سال آزادی مل جاتی ہے) اور جب مسلمان عید الفطر کی صبح نماز عید کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ جو مزدور اپنی مزدوری پوری کر لے اس کا صلہ کیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس کا صلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری دے دی جائے اس پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہنا" میں نے ان تمام کو بخش دیا"۔ اس روایت کو حافظ الحدیث علامہ منذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں اصبہانی سے نقل کیا ہے۔

رمضان کے مہینہ میں کثرت سے استغفار۔ تسبیحات، درود و شریف، ذکر الٰہی اور قرآن مجید میں مصروف رہنا چاہیئے۔ دنیا کے کم سے کم اور نہایت ضروری کام میں مصروف رہنا امر مجبوری ہے انشاء اللہ العزیز دنیوی کام بھی دینی مصروفیات میں شمار ہوگا بشرطیکہ اس میں لہو و لعب اور منکرات شرعیہ شامل نہ ہوں۔

اس ماہ میں ایک خاص رات ہے جس میں عبادت ایسی ہے گویا ایک ہزار ماہ مسلسل عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ اسی رات کو قرآن مجید نازل کیا گیا۔ اس کا نام لیلۃ المبارکہ (سورہ دخان) ہے۔

حکمرانوں کے لئے

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں حکمران بنایا ہے۔ پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔

بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے تھے۔

(سورہ صٓ آیت ۲۶)

اس رات کو تمام فیصلے نافذ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ حدیث کی کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ زیادہ تر رجحان ۲۷ ویں رات کی طرف ہے۔ لیکن ایک بزرگ نے اپنا تجربہ بھی نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر پہلی رمضان ہفتہ۔ اتوار یا بدھ، پیر۔ منگل یا جمعہ، جمعرات کو ہو تو لیلۃ القدر ۲۹ - ۲۲ - ۲۱ - ۲۷ - ۲۵ کو ہوگی۔ یاد رہے کہ ان تمام دنوں سے مراد ان کی راتیں ہیں۔ ہفتہ سے مراد جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب ہے۔ اسلام میں رات کے بعد دن کا شمار ہے۔ اس رات کی تعیین اس لئے نہیں کی گئی کہ لوگوں میں ذوق و شوق بڑھے اور مصروف عبادت رہیں اس رات میں جبریل امین فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور مومن کے لیے جو یاد حق میں مصروف ہو دعا کرتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی رات ہے۔

افطار

جب روزہ افطار کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اے اللہ تیرے لیے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے روزہ کھولا ہے) افطاری سے کھانا یا افطاری کا سامان سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کا ثبوت شریعت میں کہیں نہیں ہے۔ یہ خواہ مخواہ کی زیادتی ہے۔ عبادات اور سنن اسلام میں اس طرح کے اضافہ قطعاً ناپسندیدہ ہیں۔

فطرانہ

ہر ایسے مسلمان پر جو صاحب نصاب ہو (یعنی اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو) یا ایسا مسلمان جس پر زکوٰۃ کا ادا کرنا تو فرض نہیں لیکن حاجت اصلی سے زائد اتنا سامان ہے کہ اگر اس کی قیمت لگائی جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے خواہ وہ مال تجارت ہو یا مال غیر تجارت اور خواہ اس مال پر سال گذر چکا ہو یا نہ۔ ایسے شخص پر عیدالفطر کے روز پونے دو سیر فی کس کے حساب سے گندم یا ساڑھے تین سیر فی کس کے حساب سے جو یا ان کی قیمت مساکین اور حاجت مندوں کو دینا واجب ہے یہ صدقہ فطر صرف اپنی ذات اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے بیوی۔ ماں۔ باپ اور بالغ اولاد کا صدقہ فطر خود ان کے اپنے ذمہ ہے۔

صدقہ فطر کے بارے میں ایک بات نہایت غلط مشہور ہے کہ صدقہ فطر صرف اس پر واجب ہے جو روزہ دار ہو۔ یہ صحیح نہیں بلکہ فطرانہ ہر مسلمان بالغ کے ذمہ ہے۔ خواہ روزے رکھ چکا ہو یا عذر یا بلا عذر نہ رکھ سکا ہو۔

عید کے دن

صبح سویرے اٹھنا۔ شرع کے موافق اپنی آرائش مسواک کرنا۔ غسل کرنا۔ عمدہ کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نماز کے لیے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا۔ ایک راستہ سے جانا۔ دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ یہ تمام باتیں مسنون ہیں۔

ترکیب نمازِ عید

نیت:۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت واجب عیدالفطر معہ چھ تکبیروں کے اس امام کے پیچھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لیے جائیں۔ پھر حسب دستور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھی جاوے پھر تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دو مرتبہ ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری دفعہ ہاتھ باندھ لیں۔ امام صاحب اَلْحَمْدُ پڑھ کر قرآن پڑھیں گے۔ اس کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کیے جائیں گے۔ پھر دوسری رکعت میں اٹھ کر ہاتھ باندھ لیں۔ امام صاحب الحمد اور سورت پڑھیں گے۔ اس کے بعد پہلے کی طرح تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار تکبیر میں ہاتھ چھوڑتے رہیں اور چوتھی تکبیر میں بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلے جائیں اور حسب دستور نماز پوری کریں اور اس کے بعد خطبہ سنیں۔ خطبہ کے وقت بول چال حرام ہے۔

روزہ دار کا اجر و ثواب

حضرت سہیل بن سعد اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں (ہر فریضہ ادا کرنے والے کے لیے سات دروازے ہیں لیکن روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے (بخاری و مسلم)

شارح حدیث علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں فرمایا کہ ریان، عطشان کی ضد ہے۔ ریان سیراب کو اور عطشان پیاسے کو کہتے ہیں۔ جنت کے اس دروازہ کے پاس ٹھنڈے پانی کی نہریں بہتی ہوں گی اور تازہ پھولوں اور پھلوں کے درخت بھی اسی دروازے میں بکثرت لگے ہوں گے۔ اس دروازہ میں داخل ہوتے ہی روز قیامت کی گرمی اور تپش کی وجہ سے پیاس کی شدت قطعی طور پر زائل ہو جائے گی اور اس کے بعد محض ازالہ پر ہی اکتفا نہ ہوگا بلکہ روزہ داروں کے اس داخلہ کی جگہ کو پربہار فضا میں بدل دیا جائے گا۔ یہ ترو تازگی اور لطافت عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگی اس دروازہ سے داخلہ ہر روزہ دار کے لیے ہے خواہ وہ صرف ماہِ رمضان کا روزہ دار ہو یا اس کے ساتھ نفلی روزے بھی رکھتا ہو۔

(قسط ۳)

عورتوں کا صفحہ

عورتوں کے ضروری مسائل

اسعد قادری

۹۔ کلمہ اور درود شریف پڑھنا یا استغفار پڑھنا یا خدا کا نام لینا یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا جائز ہے۔ (درمختار)

لیکن ادب کی بات یہ ہے کہ یہ چیزیں دل میں پڑھے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایسی حالت میں ان کا پڑھنے کو دل نہیں چاہتا اور اس میں اللہ، رسول کے کلام کی توہین سمجھتے ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی عورت بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتی ہے تو حیض و نفاس کی حالت میں ہجے کرا کر پڑھا سکتی ہے اور جب رواں پڑھائے تو پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک دو لفظ پڑھے اور سانس توڑ دے۔ پھر ایسے ہی پڑھے اور سانس توڑ دے۔ یعنی کاٹ کاٹ کر پڑھائے۔ (عالمگیری)

۱۱۔ جنابت اور ناپاکی کی حالت میں ہاتھ منہ دھو کر کھانا پینا جائز ہے۔

۱۲۔ کسی تشتری یا روپے پیسے میں یا تعویذ میں یا کسی اور چیز میں قرآن کی آیت لکھی ہو اور وہ کھلی ہوئی ہو تو حیض و نفاس یا ناپاکی کی حالت میں ان چیزوں کو چھونا منع ہے۔ البتہ اگر ان چیزوں پر کوئی کپڑا چڑھا ہوا ہو یا کسی چیز میں بند ہوں تو اس وقت ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (ہدایہ)

۱۳۔ آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے آدمی بد دین ہو۔ عورت حیض سے پاک ہو یا نفاس کی حالت میں اس کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے۔ البتہ اگر ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جائے گا۔

۱۴۔ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ناپاک کپڑا دھونے کے بعد جب تک سوکھ نہ جائے پاک نہیں ہوتا۔ اور اسے پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ بعض عورتیں اس مسئلہ کے نہ جاننے کی وجہ سے نمازیں قضا کر دیتی ہیں۔ اور پھر وقت نکلے پیچھے کون پڑھتا ہے۔ یاد رکھو گیلے کپڑے سے بلا کراہت اور بلا تکلف نماز ہو جاتی ہے

۱۵۔ ناپاک بچھونے پر سو گئی اور بدن کے پسینہ سے بچھونا تر ہو گیا تو بدن پر پہنے ہوئے کپڑے اور بدن دونوں ناپاک نہ ہوں گے۔ لیکن اگر بچھونے کی نجاست کا اثر بدن کے اس حصہ کو جہاں نجاست کی تری کا اثر ہے دھونا چاہیئے۔

۱۶۔ غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لئے مکروہ ہے جب کہ اسے علم ہو۔ اسی طرح غیر عورت کے سامنے کا بچا ہوا کھانا پانی مرد کے لئے بھی مکروہ ہے۔

کبیر دار العلوم عظیم جامعہ رشیدیہ

جامعہ رشیدیہ ساہیوال ایک علمی تاریخی اور تعلیمی تحریک ہے جو حضرت محدث گنگوہیؒ کے اسم با مسمّیٰ خلیفہ صالح قدس سرہ حضرت رائپوریؒ کے خلیفہ مولانا فضل احمد رائپوریؒ نیز حضرت شیخ الہند کے تلمیذ و مجاز مفتی فقیر اللہ رائپوریؒ کی قائم کردہ درسگاہ رشیدیہ جو اسی سال سے ایک حقیقت کا نام ہے۔

● جامعہ رشیدیہ، رائپوری مدرسہ کی باقیات صالحات ہے۔ اور علماء دیوبند کی یادگار ہے بمطابق تحریر حضرت قاسم الخیرات مولانا خیر محمد جالندھریؒ (بانی وفاق و خیر المدارس) سرپرست جامعہ ہذا) تعلیم کی روح ہے۔ طلباء میں دینی تربیت اور عملی جذبہ و احساس کا پیدا ہونا سو بحمد اللہ یہ امر مدرسہ کا طرۂ امتیاز، آج سے نہیں قدیم سے چلا آرہا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس مدرسہ کی ابتدائی بنیاد محض توکلاً علی اللہ، خالصۃً لوجہ اللہ مقدس بزرگوں کے ہاتھوں اور مشوروں سے رکھی گئی تھی۔ لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم الخ کے عمومی مصداق میں داخل ہے۔ اسلئے اسکے فیوض و برکات، اطراف و آفاق عالم میں عام و تام نمایاں ہوئے۔ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کا نمونہ ہے سچ ہے۔ ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما......

میرے نزدیک اس ادارہ کی منجملہ خصوصیات کے ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اسکی مسجد اور نواحی حلقہ میں قلبی کیفیت کے اندر خاص آثار سکون و طمانیت پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس کی قبولیت عند اللہ کی طرف مُشعر و مشیر نظر آتے ہیں اللھم زد فزد........

نیز عزیز محترم مولانا حبیب اللہ صاحب (فاضل جالندھری) کا حسن انتظام اور شب و روز محنت و جانفشانی اور مخلصانہ مساعی اس روح اخلاص کو بدن کا کام دے رہے ہیں......... اور فرزند اکبر حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب سراپا علم و عمل کی تربیت و تعلیم سونے پر سہاگہ ہے۔

● پاکستان میں اس کے سرپرستین حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ، حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، علامہ افغانی مغفور، مفتی محمود مرحوم، حضرت درخواستی مدظلہ اور ادعیہ صالحہ میں حضرت شیخ سید مدنیؒ، علامہ عثمانیؒ، مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ حضرت سید بنوریؒ، حضرت ہادی و مرشد دین پوریؒ، حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ اسرارہم و نور اللہ مرقدہم نیز حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ دعاگو چلے آرہے ہیں۔ ● جامعہ رشیدیہ نے مدارس عربیہ کی تاریخ اور تعلیمی تحریک میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے خصوصاً تحریک ختم نبوت ۱۹۵۲ء ۵۳ء میں جامعہ کی عمارات اول ضبط، بجرم عشق و تحفظ ختم نبوت تعمیرات پر سرکاری قبضہ کر کے جامعہ کو ختم کرنے کی مساعی کی گئی ــــ نشأۃ ثانیہ کے بانیوں میں اخوان ثلثہ میں حضرت قاری لطف اللہ شہید فی سبیل اللہ ہوگئے ۵۳ء میں مخالفین مدرسہ نے مدرسہ کو بند کرنے کی ناپاک کوششیں کیں۔ بحمد اللہ جامعہ اولیٰ کی ضبطی کے بعد جامعہ ۱ اور ۲ نہر پار تعمیرات کر کے جامعہ کو پوری قربانیوں سے جاری و ساری رکھا گیا۔ قید و بند کے مصائب اور پابندیوں کے باوجود قال اللہ قال الرسول کا کام جاری ہے اور انشاء اللہ چلتا رہے گا۔ ● بفضلہ تعالیٰ علمائے دیوبند کی نسبت اور دار العلوم دیوبند کے نظام تعلیم اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے مطابق جامعہ رشیدیہ اپنے تعلیمی و تبلیغی جہاد میں مصروف ہے۔ باوجود متعدد مختلف مواخات کے ع ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہے ہیں ● انشاء العزیز جملہ تعلیمات و شعبہ جات کی تدریس تحفیظ و تجوید القرآن سے کتب السنۃ شرقیہ، عربی اولیٰ سے دورۂ حدیث تک تعلیم حسب نظام پر ہو رہی ہے تعلیم کے ساتھ تبلیغ و تربیت کام بھی سرانجام دیا جائیگا ● قابل اساتذہ و لائق معلمین اور تجربہ کار اساتذہ کی جماعت کارفرما ہے اور بہترین عملہ ہے۔ ● طلباء کے قیام، طعام، ملبوسات، کتب علاج معالجہ، ادویہ، نقد وظائف کے علاوہ معاشی اخراجات کا مدرسہ کفیل ہوتا ہے۔ ● جامعہ کے طلباء از قسم زکوٰۃ و عشر اجناس اور چرمہائے قربانی و صدقات کے اصل مستحق اور صحیح مصرف ہیں ● جامعہ کو دی جانے والی رقومات، عطیات سے انکم ٹیکس مستثنیٰ بمطابق نوٹیفکیشن 5 ای نمبر 71 (75 1) آئی۔ ٹی۔ بی ۶ مجریہ (۱۶-۲-۹) وزارت مالیات پاکستان۔

● جامعہ کے ماہوار مصارف ایک لاکھ تک متجاوز اور سالانہ بارہ لاکھ تک ترقی پذیر ہیں۔ ● جامعہ کا کوئی سفیر، محصل کسی ملک میں نہیں ● آمدنی محدود، اخراجات توکلاً علی اللہ۔ کارسازِ ما بفکر کار ما ● جامعہ کا ماہنامہ "الرشید" تبلیغی اور تعلیمی، اصلاحی مجلہ علماء دیوبند کا ترجمان اور اخوان دیوبند کا نمائندہ ہے۔ اور وفاق المدارس کا خادم۔

ــــــ جملہ مراسلات بنام مدیر الجامعہ ــــــ

قاضل حبیب اللہ رشیدی مدیر الرشید، ایپرجی، عبد العلیم ناظم، مولانا مطیع اللہ نائب ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال پاکستان) فون ۲۳۵۶

مواخات مہاجرین وانصار

ــــ ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی

پیغمبرِ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود ایک ایسی قوم میں ہوا تھا۔ جہاں صدیوں سے باہمی جنگ و جدل کا دور دورہ تھا۔ اور ان کے نفسیاتی سانچوں میں باہمی اخوت کی آمیزش کی رمق تک باقی نہ رہی تھی۔ وہاں سیدنا محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے بتدریج قوم اور ملک میں خوش اسلوبی، صبر و حلم، استقامت اور تحمل سے انسانیت کا درجہ بلند کیا اور امیری و غریبی کے امتیاز، فاتح و مفتوح کے تفاوت مہاجر و انصار کے مابہ الامتیاز تفریط سے قطع نظر سب کو دین کے واحد رشتہ سے متحد و متفق ہم سطح و ہم خیال۔ ہم اعتقاد و ہم آواز بنا دیا۔ نفرت و عداوت کی جگہ نصرت و اخوت کی نیرنگیوں سے قلوب المسلمین پر عظمت و کبریائی ربانی کا نقش دوام قائم کر دیا۔ مشیت ایزدی اسی میں تھی کہ تمام منتشر اجزاء اس طرح مربوط و مرصوص ہو جائیں۔ بس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہماری تائید و نصرت نے یہ کچھ کر دکھا دیا تو آئندہ بھی تمہاری نظر دنیوی اسباب پر نہیں بلکہ خدا کی تائید پر ہونی چاہیئے۔ ملاحظ فرمایئے قرآن حکیم۔

والف بین قلوبہم ط لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم ط۔ (الانفال - ٦٣)

ترجمہ:۔ دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے۔ تم روئے زمین کی ساری دولت خرچ ڈالتے، تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے۔

مواخات یا مواخاۃ لفظ عربی زبان کا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ باہمی بھائی چارہ۔ آپس میں بھائیوں جیسا رشتہ مستعمل ہے ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار کے باہمی قرابت داری۔ بھائی چارہ کے لئے جو حضور صلعم کے حکم سے عمل میں لائی گئی۔ یہ مواخات دو مرتبہ ہوئی۔ ایک دفعہ مکہ میں اور یہ صرف مہاجرین کے درمیان ہوئی۔ یعنی مکہ کے مہاجرین اور مدینہ کے نومسلم انصار کے درمیان۔ درحقیقت یہ عمل ہمیں تزکیہ اخلاق کا درس دیتا ہے۔ جو پیغمبرِ اسلام کی وسیع النظری، ہمدردی و غمگساری حق و صداقت اور تعلیم و تربیت کی بنیاد پر ظہور پذیر ہوا۔ تاکہ مہاجرین کے قلوب سے دیارِ غیر کی وحشت دور ہو جائے اور اپنے کنبہ و برادری سے جدائی کے زخم مندمل کرنے میں معاون بن سکے۔

جو مہاجرین مکہ سے آئے تھے۔ ان کی زندگی کے کئی سال مصائب و آلام میں گذر چکے تھے۔ اور عملاً تزکیہ اخلاق و تزکیہ نفس کے مرجع تھے۔ ان کو مدینہ میں آنے کے بعد اپنے لئے مناصب و مقام پیدا کر لینے میں دقت پیش نہ آئی۔ ان کے مصارف و ضرورتیں اس قدر محدود تھیں کہ ہر ناسازگار حالت میں قطعاً حزن و ملال نہ ہوتا تھا۔ دوسری طرف انصارِ مدینہ تھے جو نومسلم تو تھے۔ مگر ان کی وسیع القلبی، خندہ پیشانی، جذبہ ایثار سے سرشار تھی۔ جس کا عمل مشاہدہ فوراً ہی زمانہ پر آشکارا ہو گیا۔ جو تن، من دھن سے راندہ اور دور افتادہ مہاجر بھائیوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور اس ہی برگزیدگی اخوت المسلمین سے ان کو اسلام کی ابتدائی درسگاہ کے سنگِ بنیاد بن جانے کا دائمی شرف حاصل ہوا۔

جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہو چکی تو ایک دن حضرت انسؓ بن مالک کے گھر میں رسول اللہ صلعم نے مہاجرین و انصار کو جمع کیا۔ (روایت ہے کہ اس اجتماع میں نوّے آدمی تھے۔ جس میں ۴۵ مہاجر اور باقی انصار تھے) اور فرمایا۔

تاخوا فی اللہ اخوین اخوین (ابن ہشام - سیرت النبی کامل ج ۱ ص ۵۶۲)

ترجمہ:۔ اللہ کی راہ میں دو آدمی بھائی بھائی بن جائیں۔

پھر آپؐ نے علیؓ ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ جعفرؓ بن ابی طالب کا بنی سلمہ کے معاذؓ بن جبل

سے بھائی چارہ ہوا۔ ابوبکرؓ صدیق اور خارجہؓ بن زید سے بھائی چارہ ہوا۔ ابو عبیدہؓ بن بن الجراح کا سعد بن معاذؓ بن النعمان سے، عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا سعدؓ بن الربیع سے، زبیرؓ بن العوام کا سلمہ بن سلامہ سے، عثمانؓ بن عفان کا ثابت بن المنذر سے، طلحہؓ بن عبید اللہ کا کعبؓ بن مالک سے، سعیدؓ بن زید کا ابی بن کعب سے، مصعبؓ بن عمیر کا ابو ایوبؓ انصاری سے، سلمانؓ فارسی کا ابوالدردا، عویمر بن ثعلبہ سے، بلالؓ کا ابو دویحہ عبداللہ سے، ابوذرؓ غفاری کا، منذر عمرو سے۔ اللہ جل جلالہ نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بنایا اور یوں ارشاد فرمایا۔

فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ط۔۔۔۔ فانقذکم منہا ط (آل عمران ۱۰۳)

ترجمہ:۔ اور تم سب خدا کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم لوگ تو آگ کے گڑھے کے کنارے تھے جس سے خدا نے نجات عطا فرمائی۔

"مسلمانوں میں اسلامی مواخات کا ایسا دولہ پیدا ہوگیا تھا کہ خون کے عزیزوں سے کہیں زیادہ رشتہ حق کے ان عزیزوں کو اپنا سمجھنے لگے تھے۔ حتیٰ کہ اگر ایک مرجاتا تو رشتہ مواخات کا بھائی اس کا وارث سمجھا جاتا۔ انہوں نے سارے پرانے رشتہ بھلا دیئے صرف ایک رشتہ کی لگن باقی رہ گئی۔ یعنی سب اللہ کے رسولؐ کے فدائی اور سب اس کے حسن جہاں آرا پر سب کچھ نثار کردینے والے ہیں"

(مقالات مولانا آزاد۔ رسولؐ رحمت ص ۲۴۰)

اس سلسلہ مواخات کو نسبی برادری کے مساوی قرار دیا گیا چنانچہ اس طرزِ عمل اور طریق کار سے مسلمانوں کی شیرازہ بندی کا مابہ الافتخار کام سرانجام پاگیا۔ انصار نے مہاجرین کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور رسول اللہ صلعم سے عرض کی کہ ہمارے باغ و نخلستان حاضر ہیں۔ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بانٹ دیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے علاقے سے آئے ہیں جہاں باغ و نخلستان نہیں ہوتے اور یہ باغبانی کا کام بھی نہیں کر سکتے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ باغبانی کا کام تم (انصار) کرو اور پیداوار سے حصہ مہاجروں کو بھی ملے۔ انہوں نے کہا درست ہے (بخاری۔ ابن جریر) اس پر مہاجرین نے عرض کی ہم نے کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے جو اس درجہ ایثار کرتے ہوں۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ ہی تمام اجر لوٹ لینگے۔

حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ جب تک تم لوگ ان کی تعریفیں کرتے رہو گے۔ اور ان کے حق میں دعا کرو گے تم کو بھی اجر ملے گا۔ (مسند احمد)

جب بحرین کا علاقہ فتح ہوا تو رسول صلعم نے کوشش کی کہ مفتوحہ علاقہ سے اراضی انصار کو بھی دی جائے۔ مگر انہوں نے عرض کی ہم اس سے کوئی حصہ نہ لیں گے۔ یہ ہمارے مہاجر بھائیوں کے لئے ہے۔

(یحییٰ بن آدم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے انصار اگر تم لوگ چاہو تو مہاجرین میں اپنے گھروں اور مالوں کو تقسیم کردو۔ اور میں اس کے عوض جو مالِ غنیمت مہاجرین میں تقسیم کرتا ہوں۔ وہ تم کو تقسیم کر دیا کروں گا۔ اور اگر تم پسند کرو تو مہاجرین کو مالِ غنیمت مل جائے اور تم ہمارے گھر بار مال و دولت تمہارے پاس رہیں۔ انصار نے عرض کی ایسا نہیں بلکہ ہم مہاجرین بھائیوں میں اپنے گھر اور اپنے اموال بھی تقسیم کریں گے۔ اور مالِ غنیمت میں سے بھی ان کے حصہ دار نہیں بنیں گے۔ انصار کا ایثار بدرجہ اتم تھا۔ مہاجرین کو مکان بنانے کے لئے اپنی زمینیں بانٹ دیں۔ بعض نے اپنے وسیع مکانوں میں سے حصہ کر کے دے دیئے۔ مگر مہاجرین کی خودداری محنت مشقت کی وجہ سے تلاش معاش نے ان کو بوجھ نہ بننے دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کپڑے کا بیوپار شروع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کھجوروں کی دکان لگالی۔ حضرت عمرؓ نے بھی تجارت میں حصہ کر لیا۔

روایت ہے کہ عبدالرحمانؓ بن عوف، سعد بن الربیع کے بھائی قرار پائے گئے۔ جو انصار میں سب سے زیادہ صاحبِ ثروت تھے۔ آپ عبدالرحمانؓ بن عوف کو اپنے گھر لے گئے اور تمام املاک منقولہ و غیر منقولہ دکھانے کے بعد نصف دینے کو تیار ہو گئے اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ میری دو بیویاں ہیں۔ جس کو آپ پسند کریں اس کو میں طلاق دیئے دیتا ہوں۔ بعد عدت آپ اپنے نکاح میں لے آئیں۔ لیکن تحسین ہے اس مہاجر کو جس نے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ اور ان سے کہا کہ مجھے صرف بازار لے چلو۔ چنانچہ آپ نے بنو قینقاع کے بازار میں گھی اور پنیر سے تجارت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ اس تجارت میں اس قدر ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہ اگر مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے۔ سورۃ الحشر میں حق تعالیٰ نے انصار کی مدح بیان فرمائی ہے۔

منظور شدہ ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمۂ تعلیم ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰۷۶۷/۹/۳۹ D.D مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M ۲/۴۰-۱۰۴۸ ۲۱۵ مارچ ۵۶